ہفت روزہ
خدام الدین لاہور
بنیاد
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۱۵ر اکتوبر ۱۹۸۲ء
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین لاہور
۲/- روپے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ ——— حضرت لاہوری رح

عَنْ جَابِرٍ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُبْعَثُ کُلُّ عَبْدٍ عَلٰی مَا مَاتَ عَلَیْہِ (رواہ مسلم)

ترجمہ :- جابر رض سے روایت ہے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کے دن ہر انسان کو اسی حالت پر اٹھایا جائے گا جس حالت پر وہ مرا تھا۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا النَّاسُ کَالْاِبِلِ الْمِائَۃِ لَا تَکَادُ تَجِدُ فِیْہَا رَاحِلَۃً ۔(متفق علیہ)

ترجمہ : عبداللہ بن عمر رض سے روایت ہے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوائے اس کے ، نہیں کہ لوگوں کی مثال سو اونٹ کی سی ہے کہ تو ان میں ایک بھی سواری کے قابل نہیں پائے گا۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ قَبْلَکُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَّ ذِرَاعًا بِذِرَاعٍ حَتّٰی لَوْ دَخَلُوْا جُحْرَ ضَبٍّ تَبِعْتُمُوْھُمْ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ الْیَہُوْدَ وَالنَّصَارٰی قَالَ فَمَنْ (متفق علیہ)

ترجمہ : ابی سعید رض سے روایت ہے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے البتہ ضرور تم پہلے لوگوں کے طریقوں کی تابعداری کرو گے بالشت کے ساتھ بالشت اور ہاتھ کے ساتھ ہاتھ پورے اترو گے یہاں تک کہ اگر کوئی گوہ کے بل گھسا تھا تو تم بھی گھسو گے۔ عرض کی گئی ، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کی مراد یہود اور نصاریٰ ہیں۔ آپ نے فرمایا اور کون ہو سکتا ہے؟

عَنْ مِرْدَاسِ نِ الْاَسْلَمِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَذْھَبُ الصَّالِحُوْنَ الْاَوَّلُ فَالْاَوَّلُ وَتَبْقٰی حُفَالَۃٌ کَحُفَالَۃِ الشَّعِیْرِ اَوِ التَّمْرِ لَا یُبَالِیْھِمُ اللّٰہُ بَالَۃً ۔ (رواہ البخاری)

ترجمہ : مرداس الاسلمی سے روایت ہے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ واصحابہ وسلم نے اللہ تعالےٰ کے نیک بندے یکے بعد دیگرے رخصت ہو جائیں گے اور ایسے ردّی رہ جائیں گے جس طرح جَو اور کھجوریں سے ردی رہ جاتی ہیں اللہ تعالیٰ کو ان کی کوئی پرواہ نہیں ہو گی۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ صَعِدَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الصَّفَا فَجَعَلَ یُنَادِیْ یَا بَنِیْ فِھْرٍ یَا بَنِیْ عَدِیٍّ لِبُطُوْنِ قُرَیْشٍ حَتّٰی اجْتَمَعُوْا فَقَالَ اَرَأَیْتَکُمْ لَوْ اَخْبَرْتُکُمْ اِنَّ خَیْلًا بِالْوَادِیْ تُرِیْدُ اَنْ تُغِیْرَ عَلَیْکُمْ اَکُنْتُمْ مُّصَدِّقِیَّ قَالُوْا نَعَمْ مَا جَرَّبْنَا عَلَیْکَ اِلَّا صِدْقًا قَالَ فَاِنِّیْ نَذِیْرٌ لَّکُمْ بَیْنَ یَدَیْ عَذَابٍ شَدِیْدٍ فَقَالَ اَبُوْ لَھَبٍ

(باقی ۱۰ پر)
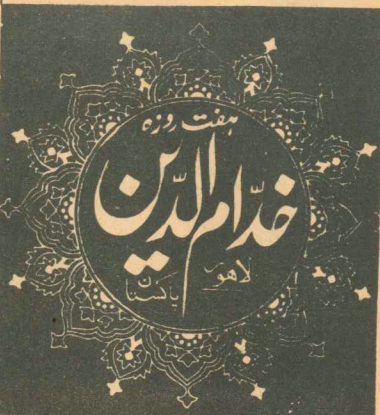
جلد ۲۸ ● شمارہ ۱۵

جمعۃ المبارک

۲۶ ذی الحجہ ۱۴۰۲ھ

رئیس الادارہ

شیخ التفسیر حضرۃ مولانا عبید اللہ انور مدظلہ

مجلس ادارت

مولانا محمد اجمل قادری

محمد سعید الرحمٰن علوی

ظہیر میر۔ ایم اے ایل ایل بی

بدل اشتراک

سالانہ ... ——— ۱۰۰ روپے

ششماہی ... ——— ۵۰ روپے

سہ ماہی ... ——— ۲۵ روپے

فی پرچہ -/۲ روپے

ناشر مولانا عبید اللہ انور طابع الٰہی بخش

مطبع کاموپریس پرنٹرز ۴۱۰ ڈیوس روڈ لاہور

ہمارا گرتا ہوا معیار تعلیم

ایک یونیورسٹی استاذ کی زبان سے یہ بات سن کر ہم شرم کے مارے پانی پانی ہو گئے کہ ایم۔اے اسلامیات کے طلبہ نے بعض امتحانی سوالات کے جواب میں یوں کہا کہ حضور اقدس علیہ السلام کی وفات ۱۸ یا ۱۹ ذی الحجہ کو ہوئی ——— انا للہ و انا الیہ راجعون۔

اہل علم اور اہل فکر کی ایک مجلس میں کسی حوالہ سے بات ہوئی بات کہنے والے محترم استاذ تھے۔ ان کی بات سن کر سبھی ہکّا بکّا رہ گئے۔ اور ان سطور کا راقم تو دیر تک اپنے آپ کو سنبھال نہ سکا۔ اس کے ذہن میں ایک دم متعدد سوالات پیدا ہو گئے اور وہ سوچتے سوچتے دور گہرائیوں میں کھو گیا ——— اس کی نظر میں ملک بھر کی یونیورسٹیاں اور کالج آ گئے جو بلاشبہ سینکڑوں ایکڑ زمین میں پھیلے ہوئے ہیں۔ ان کی سربفلک عمارتیں نگاہوں میں گھومنے لگیں۔ جن پر کروڑوں نہیں اربوں روپیہ صرف ہو چکا ہے۔ پھر یہ بات کہ ہمارے قومی اور صوبائی بجٹ کا ایک بڑا حصّہ انہی اداروں کی نذر ہوتا ہے لیکن یہاں کے فرزندوں کا یہ حال ہے کہ وہ اپنے نبی و امام اور قائد و آقا کی تاریخ وفات سے صحیح طور واقف نہیں ——— اور صرف اس ایک غلطی کا کیا رونا ہے ایسے نظر آتا ہے کہ آج کے یہ تعلیمی ادارے تعلیم گاہوں کے بجائے کچھ اور ہی ہو چکے ہیں ——— معاً اکبر الہ آبادی مرحوم یاد آ گئے۔ جن کے متعلق اپنے ایک ثقہ بزرگ سے سنا کہ حضرت مخدومنا العالم مولانا تاج محمود امروٹی قدس سرہٗ حضرت مولانا احمد علی لاہوری علیہ الرحمہ کو ساتھ لے کر الہ آباد انہیں ملنے گئے۔ اور اطمینان کا اظہار فرمایا۔ کہ اکبر مرحوم جو کہتے ہیں وہ ان کے دل کی آواز ہوتی ہے اور یہ کہ ان کا دل ایک سچے اور مخلص مسلمان کا دل ہے ——— اس

اکبر مرحوم نے جدید تعلیمی نظام پر جو تنقیدیں کی ہیں افسوس کہ نئی نسل کی نظر میں نہیں اور پرانی نسل دانستہ انہیں نظر انداز کرتی جا رہی ہے — حالانکہ اکبر ایک بیدار مغز دانشور صحیح الفکر مفکر اور دردِ دل رکھنے والے مسلمان رہنما تھے انہوں نے جو کہا ملّت کی بہتری کے لئے کہا —— تعلیم سے دل بدل جانے والی بات اکبر ہی نے کہی تھی اور وہ خوب سمجھتا تھا کہ لارڈ میکالے نے جو سور پھونکا ہے اس کی اصل وجہ کیا ہے؟ لارڈ میکالے اور اس کے آقاؤں نیز ذریت کو ہمارے قلب و نظر کی مسلمانی قطعاً گوارا نہ تھی انہوں نے تعلیم و زبان کے حوالے سے ہمارا رخ بدلنا چاہا اور بدقسمتی سے انہیں خود مسلمانوں میں ایسے لوگ مل گئے جو ان کے نظریات کے علمبردار بن جائیں بلکہ شاہ سے زیادہ شاہ پرست ثابت ہوں — صورت حال نے ایسا رخ بدلا کہ وہی لوگ جو "شاہ پرستی" کا کردار ادا کرنے والے تھے ہمارے ہر شعبہ ہائے حیات پر حاوی ہوگئے اور جب آزادی کی نعمت کبریٰ نصیب ہوئی تو صورت حال ایسی تھی کہ ع

"منزل انہیں ملی جو شریکِ سفر نہ تھے"

ان شرفاء نے اپنے "آبائے روحانی و معنوی" کی وراثت کو کمال درجہ سعادت مندی سے سینہ سے لگا کے رکھا جس کے برگ و بار اب ہمارے سامنے آرہے ہیں۔ پہلی بدقسمتی یہ ہے کہ ہمارا تعلیمی نظام دو حصّوں میں بٹا ہوا ہے ایک طرف وہ دینی مدارس ہیں جن کا سلسلہ انتساب دارالعلوم دیوبند جیسے اداروں سے ہے لیکن گستاخی معاف اب نہ تو حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ تعالیٰ جیسے بانی ہیں نہ حضرت مولانا محمد رفیع الدین صاحب قدس سرہٗ جیسے مہتمم۔ نہ حضرت اقدس مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا محمد یعقوب نانوتوی اور مولانا محمود حسن دیوبندی اعلی اللہ درجاتہم جیسے اساتذہ ہیں تو نہ حکیم الامت مولانا تھانوی، شیخ الاسلام مولانا مدنی اور امام انقلاب مولانا سندھی رحمہم اللہ تعالےٰ جیسے شاگرد —— نتیجہ ظاہر ہے کہ ہمارے یہ مدارس بانجھ ہو چکے ہیں۔ آج کوئی مصنف و مدرس، کوئی محدّث و فقیہ، کوئی خطیب و متکلّم، کوئی شیخ طریقت و امام سیاست ان سے نہیں نکل رہا —— معاشی طور پر پریشان لوگ اپنے بچوں کو ادھر اُدھر بھیج دیتے ہیں وہ دورانِ تعلیم ہی اپنی معاشی بھوک مٹانے کے لئے ٹیوشن و مؤذنی و امامت جیسے چکروں میں پڑ جاتے ہیں اور فراغت کے بعد ان میں زندگی کے میدان میں کسی کا سامنا کرنے کا حوصلہ ہی نہیں ہوتا (الّا ماشاء اللہ) ان مدارس میں پڑھنے پڑھانے والوں کے لئے ہمارے قومی یا صوباتی بجٹ میں ایک حبہ نہیں۔ حالانکہ یہ لوگ ہمارے ہی ملک کے شہری ہیں۔ اب جو کرم ہوا ہے تو محکمہ زکوٰۃ قائم کرکے زکوٰۃ کے بنیادی مقاصد سے بے بہرہ افسران کی گرفت میں دے دیا گیا ہے اور رسوائے زمانہ لوگ پیہم سازشوں سے مختلف سطح کی زکوٰۃ کمیٹیوں میں گھس آئے ہیں اور غریب مہتمم زکوٰۃ کے چند ٹکے وصول کرنے کے لئے ان کا محتاج ہے —— دوسری طرف اربوں کے صرفہ سے بننے والی یونیورسٹیاں اور کالج ہیں جن کے معیار تعلیم کا اوپر ذکر ہوا۔ اساتذہ اور دوسرے ملازمین ہر سال کم از کم ایک مرتبہ تنخواہوں وغیرہ میں اضافہ کے لئے ہڑتال کرتے ہیں تو طلبہ سارا سال الیکشن بازی میں گذار دیتے ہیں۔

ہمیں حیرت ہے کہ تمام سیاست دانوں کے شور و ہنگامہ کے باوجود ملکی سطح پر الیکشن نہیں کرائے جاتے اور ہر مرتبہ نئے نئے عذر پیش کر دئے جاتے ہیں لیکن تعلیم گاہوں، صنعتی اداروں اور دوسرے مقامات پر روزانہ انتخابات

(باقی ۱۴ پر)

مجلسِ ذکر

ضبط و ترتیب : خالد سلیم

ذکر اللہ سے اپنی زبان کو تر رکھو!

جانشینِ شیخ التفسیر پیر طریقت حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم،

الحمد للہ وکفٰی و سلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ: امّا بعد: فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم: —

قد افلح من تزکّٰی، وذکر اسم ربہٖ فصلّٰی۔

ترجمہ: بے شک بھلا ہوا اس کا جو سنورا اور لیا اس نے نام اپنے رب کا، پھر نماز پڑھی۔ (یعنی ظاہری و باطنی نجاستوں سے پاک ہوا اور اپنے قلب و قالب کو عقائد صحیحہ اور اعمالِ صالحہ سے آراستہ کیا اور پاک و صاف ہو کر اپنے رب کا نام لیا)۔

اللہ تعالےٰ کا فضل و احسان ہے کہ ہمیں اپنے ذکر کی توفیق عطا فرمائی۔ بہت ہی خوش قسمت ہیں جو یہاں ذکر اللہ کے لئے تشریف لائے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کے اتنے احسانات و انعامات ہیں کہ ہم اگر انہیں گننا چاہیں تو گن نہ سکیں۔ حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ واصحابہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہر وقت اپنی زبان کو ذکر اللہ سے تر رکھو۔ میری آنکھیں سوتی ہیں دل نہیں سوتا۔

ہم اللہ کے نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ و اصحابہ وسلم کا مقابلہ تو نہیں کر سکتے لیکن کوشش تو کر سکتے ہیں۔ کہ زیادہ سے زیادہ اپنے آپ کو اللہ کے ذکر میں مشغول رکھیں، ہمہ وقت ذکر اللہ میں مشغول رہنا نبوی طریقہ ہے۔ مجلس ذکر میں دور دراز علاقوں سے جو لوگ ذکر اللہ کے لئے تشریف لاتے ہیں وہ بڑے خوش قسمت ہیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ جو اللہ کی طرف چل کر آتا ہے، اللہ کی رحمت اس کی طرف دوڑ کر آتی ہے۔

لا الٰہ الا اللہ کا ورد غیر اللہ کی گردن پہ چھری ہے۔ لا الٰہ الاّ اللہ کا مطلب ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اللہ کے سوا کوئی محبوب نہیں، اللہ کے سوا کوئی مقصود نہیں، اللہ کے سوا کوئی مطلوب نہیں۔ ہر عبادت صرف اور صرف اللہ کے لئے ہے، کسی سے دشمنی ہے تو اللہ کے لئے دوستی ہے تو اللہ کے لئے۔ غرض تمام عبادات نماز، روزہ، حج، قربانی، ذکر اللہ کا مقصد رضائے الٰہی حاصل کرنا ہے۔

نمود و نمائش اور دکھاوے کی تمام عبادات رد کر دی جائیں گی۔ ہمارے ہاں دولت کی کمی نہیں ہے، کمی ہے تو ایمان کی دولت کی ہے، اخلاص کی کمی ہے، اخلاص اور ایمان کی دولت اللہ کی عبادت کرنے سے حاصل ہوتی ہے اس کے لئے نماز ہے، روزہ ہے، حج ہے، قربانی ہے، کثرت سے ذکر اللہ کرنا ہے۔

اللہ تعالےٰ ہمیں اخلاص

(باقی ۱۰ پر)

خطبہ جمعہ

ضبط و ترتیب : علوی

حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان ـــ ائمۂ ہدایت

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

بعد از خطبہ مسنونہ :
اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :ـــ
فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِہٖ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ وَ ھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۔ صدق اللہ العلی العظیم

محترم حضرات و معزز خواتین !
سورۂ بقرہ کی آیت ۱۳۷ آپ کے سامنے تلاوت کی گئی ہے ۔ آپ جانتے ہیں کہ قرآن عزیز کی سب سے طویل سورۃ یہی ہے جو ۲۰ رکوعات پر مشتمل ہے ـــ یہ قوم جس کی ہدایت کے لئے اَن گنت انبیاء علیہم السلام تشریف لائے ۔ اپنی روایتی بدبختی کے سبب خدا بیزاری پیغمبر دشمنی اور بے راہروی میں اپنا جواب نہیں رکھتی ۔

قرآن عزیز کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ سرکشی و بغاوت میں یہ قوم دنیا کی ہر قوم سے بڑھ کر تھی اور اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اس کی بے بہا نعمتوں کے مقابلہ میں ناشکری کا ریکارڈ قائم کیا ـــ تماشہ یہ ہے کہ اتنا کچھ ہونے کے باوجود دعووں کے اعتبار سے بھی اس قوم کا ایک مخصوص مزاج تھا ۔ ایسے ایسے دعوے کرتی تھی کہ توبہ بھلی ۔ مثلاً سورہ بقرہ کی آیت ۸۰ میں ہے :

" اور کہتے ہیں (یہود) کہ ہمیں سوائے چند گنتی کے دنوں کے آگ نہیں چھوئے گی (اللہ تعالےٰ نے اپنے آخری پیغمبر علیہ السلام کو مخاطب کرکے فرمایا کہ) کہہ دو کیا تم نے اللہ سے کوئی عہد لے لیا ہے کہ ہرگز اللہ اپنے عہد کے خلاف نہیں کرے گا یا تم اللہ پر (کے متعلق) وہ باتیں کہتے ہو جو تم نہیں جانتے ۔" (حضرت لاہوری)

اسی سورۃ کی آیت ۱۱۱ میں ان کا دعویٰ ہے کہ جنت میں صرف ہم ہی جائیں گے اور کوئی نہیں اور اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ عیسائی بھی اسی قسم کا دعویٰ رکھتے تھے ۔ اور آیت ۱۱۳ کے مصداق دونوں ایک دوسرے کو لاشئ "گم کردہ راہ" بھی تصور کرتے تھے ـــ اور یہ عجیب المیہ ہے کہ یہ دونوں قومیں جو اس طرح ایک دوسرے کے منہ آتی تھیں اور ایک دوسرے سے شدید مذہبی عناد رکھتی تھیں پیغمبر آخر الزمان علیہ السلام اور قرآن و مسلمان دشمنی میں یک جان دو قالب ہو جاتیں ۔ اور اب تک ان کا رویہ ایسا ہی ہے کہ مسلمان دشمنی میں وہ ایک ہیں ـــ بہر طور بات ان کے دعووں کی تھی ۔ اس قسم کا ایک دعویٰ اس آیت سے متصل پہلے ذکر ہے جو آپ نے ابتدا میں ملاحظہ کی آیت ـــ کا ترجمہ ہے :۔

" اور کہتے ہیں کہ یہودی (ہو جاؤ) یا نصرانی ہو جاؤ ہدایت پاؤ ۔ (اللہ تعالےٰ

اپنے نبی آخر الزماںؐ کو فرماتے ہیں کہ) کہہ دو بلکہ ہم تو ملت ابراہیمی پر رہیں گے ۔ جو موحد تھا اور مشرکوں میں سے نہیں تھا ۔"
(حضرت لاہوریؒ)

گویا دونوں گم کردہ راہ قومیں مُصر ہیں کہ ہدایت ان کے گھر کی لونڈی ہے ۔ اسی لئے وہ اپنے سوا دوسروں کو اپنے اپنے طور پر دعوت دیتے ہیں کہ ہدایت حاصل کرنی ہے تو ہماری طرف آؤ ـــ حضرت لاہوریؒ فرماتے ہیں :۔

" محکم اعتراضوں کا ان کے پاس کوئی صحیح جواب تو ہے نہیں ایک ہی بے دلیل دعویٰ کی رٹ لگائے جا رہے ہیں کہ یہودی یا نصرانی ہوئے بغیر انسان ہدایت کی راہ نہیں پا سکتا (حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ ملت ابراہیمی کے اتباع کے بغیر انسان ہدایت یافتہ نہیں ہو سکتا ۔" اور حضرت ابراہیم علیہ السلام مشرک نہیں تھے ۔" صـ۳۱

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق یہود و نصاریٰ کو چھوڑ کر مشرکین مکہ تک دعویدار تھے کہ وہ ایسے ہی تھے جیسے ہم ہیں ۔ گویا ہم ان کے تابعدار اور پیروکار ہیں ـــ (دیکھیں سورۃ آل عمران آیات ۶۵ تا ۶۷) لیکن اللہ تعالےٰ نے سختی سے تردید کی اور فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام کے سچے پیروکار، ان کا نام لینے کا حق رکھنے والے محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و اصحابہ وسلم اور ان کے امتی ہیں ـــ ارشاد ربانی کا ترجمہ ہے :۔

" لوگوں میں سے سب سے زیادہ قریب ابراہیم (علیہ السلام) کے وہ لوگ تھے جنہوں نے اس کی تابعداری کی اور یہ نبی (محمد کریم علیہ السلام) اور جو اس نبی پر ایمان لائے ۔ اور اللہ ایمان والوں کا دوست ہے ۔" (آل عمران آیت ۶۸ ترجمہ حضرت لاہوریؒ)

اور حقیقت بھی ایسے ہی ہے کہ ہمارے آقا و مولا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعاؤں کا ثمرہ تھے ۔ اور ہمارا نام مسلمان ہے تو یہ ابراہیم علیہ السلام کا تجویز کردہ ہے ۔ (دیکھیں سورۂ حج آیت ۷۸) تو مسلمانوں میں چونکہ سب سے زیادہ اچھے، مخلص اور معیاری مسلمان صحابہ کرامؓ تھے جنہیں براہ راست قائدنا الاعظم الاکرم علیہ السلام سے استفادہ کی توفیق نصیب ہوئی جنہوں نے آپ کی پاکیزہ مجالس دیکھیں اور سنیں ۔ اس لئے معیار حق و صداقت کے طور پر اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کا تعارف کرایا اور البقرہ کی آیت ۱۳۷ جو ابتدا میں آپ نے ملاحظہ کی اس کا مفہوم یہی ہے اور یہود و نصاریٰ کے تمام باطل دعووں کی اس میں تردید ہے ـــ دیکھیں وہ کہتے ہیں کہ ہدایت یہودیت و نصرانیت میں ہے اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ یہ غلط ہے بلکہ ہدایت اب محمد کریم علیہ السلام کے آستانہ قدس پر حاضری سے نصیب ہوگی اور جو اس کے آستانہ پر آ گئے یعنی صحابہ علیہم الرضوان وہ رشد و ہدایت کے ستارے بن گئے ـــ دنیا میں اس دور میں سبھی لوگ تھے اور پھر ہر دور میں رہے جو اپنی نسبت ایمان و اسلام حضور علیہ السلام سے جوڑتے ہیں لیکن نسبت جوڑنے کے دعویداروں کے سامنے ایک کسوٹی صحابہ کرامؓ کی شکل میں موجود ہے اگر دعوائے نسبت میں اسی طرح کا خلوص ہے جیسا صحابہ میں تھا تو بات صحیح ہوگی ۔ ورنہ غلط آیت کا ترجمہ ہے :۔

" پس اگر وہ بھی ایمان لے آئیں (یعنی یہود و نصاریٰ اور باقی اقوام) جس طرح تم ایمان لائے ہو (یعنی صحابہ کرامؓ کو خطاب ہے) تو وہ بھی ہدایت پا گئے ۔ اور اگر وہ نہ مانیں تو وہی ضد میں پڑے ہوئے ہیں ـــ سو تمہیں

ان سے اللہ کافی ہے اور وہی سننے والا جاننے والا ہے۔"

(ترجمہ حضرت لاہوریؒ)

حضرت لاہوریؒ فرماتے ہیں اور خوب، مختصر لیکن جامع کہ:

"اگر وہ مسلمانوں کے مسلک کو مان لیں تو صد غنیمت ورنہ وہ سیدھے راستے سے بھٹکے ہوئے کہلائیں گے۔"

(ص ۳۲)

اور اسی کی تشریح سرکار دو عالم فداہ ارواحنا و نفسنا صلی اللہ تعالےٰ علیہ و اصحابہ وسلم نے اس مشہور ارشاد میں فرمائی جس میں آپ نے امتی ہونے کے دعویداروں کا گروہ در گروہ بٹ جانا ذکر کیا اور فرمایا کہ وہ سب جہنّم کا ایندھن ہوگا ہاں ایک گروہ ناجی اور جنتی ہوگا — یہ جنّتی اور ناجی گروہ کون ہوگا؟ فرمایا — ما انا الیہ و اصحابی — جو میرے اور میرے صحابہ علیہم الرضوان کے راستے پر ہوگا — اور ایک حدیث میں فرمایا کہ میرے صحابہ تاروں کی مانند ہیں کہ ان میں سے ہر ایک روشن و چمکدار ہے اور ظاہر ہے کہ جو روشنی ہے اس کی روشنی دوسروں کے لئے فائدہ مند ہے۔ فلہذا جو شخص ان صحابہ میں سے کسی کا بھی دامن پکڑ لے گا اللہ تعالےٰ اسے ہدایت دے دیں گے — صحابہ علیہم الرضوان اللہ تعالیٰ کے کتنے محبوب تھے اس کا اندازہ سورۂ بقرہ کی آیت ۱۳ سے لگایا جا سکتا ہے جہاں منافقین کا ذکر ہے — اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں:۔

"اور جب انہیں (منافقین کو) کہا جاتا ہے ایمان لاؤ جس طرح اور لوگ (صحابہ کرام) ایمان لائے ہیں تو کہتے ہیں (منافقین کا مقولہ) کیا ہم ایمان لائیں جس طرح بیوقوف ایمان لائے ہیں (گویا ان بدبختوں نے صحابہ کرامؓ کو بیوقوف کہا معاذاللہ) — حضرت حق غیظ و غضب کے سے انداز میں فرماتے ہیں۔ خبردار وہی بے وقوف ہیں لیکن نہیں جانتے۔"

(حضرت لاہوریؒ کا ترجمہ)

گویا ان نالائقوں نے صحابہؓ پر "سفیہہ" ہونے کی پھبتی کسی تو اللہ تعالیٰ وکیل صفائی کے طور پر بول اٹھے کہ انہیں "سفیہہ" کہنے والے خود احمق و بے وقوف ہیں۔ ایسے کہ انہیں اپنی حماقتوں کا علم نہیں۔

یہ آیت صحابہ کرامؓ کے عنداللہ مقبول ہونے اور صاحب عز و جاہ ہونے کی دلیل ہے۔ اور پتہ چلتا ہے کہ خدا کو ان سے کتنا پیار ہے؟ کہ وہ ان کے دشمنوں کو گوارا نہیں کر سکتا۔

قربانی کے عظیم واقعہ کے بعد حضرت عثمان اور پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شہادتیں ہیں اور اگلے ایام میں بعض نالائق بعض واقعات کی آڑ میں صحابہ علیہم الرضوان کو کوستے ہیں — اس لئے انشاء اللہ تعالےٰ چند صحبتوں میں صحابہ پر ہی گفتگو ہوگی۔ آج کی گفتگو اس کی ابتدا ہے — اللہ تعالےٰ ہمیں صحابہ کی عظمت سے نوازے۔ آمین!

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

سانحۂ ارتحال

ہمارے محترم استاذ جناب الحافظ منظور احمد صاحب پراچہ ہیڈ ماسٹر ہائی سکول بھیرہ کی والدہ ماجدہ انتقال کر گئیں — انا للہ و انا الیہ راجعون۔

ہم اس سانحہ عظیمہ میں حافظ صاحب محترم کے ساتھ برابر کے شریک ہیں۔ اور دعاگو ہیں کہ اللہ رب العزت مرحومہ کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازے۔

(ادارہ)

ایک حدیث

محمد سعید الرحمٰن علوی

زبان کی حفاظت

نشریہ ریڈیو پاکستان لاہور
۲۵ر دسمبر ۱۹۸۲ء
شام ۵ بجے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واصحابہ وسلم تَجِدُوْنَ شَرَّ النَّاسِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ ذَا الْوَجْهَیْنِ الَّذِیْ یَاْتِیْ هٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ وَ هٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ (متفق علیہ)

یہ حدیث صاحب مشکوٰۃ رحمہ اللہ تعالےٰ نے حضرت امام بخاریؒ اور حضرت امام مسلم رحمہما اللہ تعالیٰ کے حوالہ سے نقل کی ہے — جس باب کی یہ حدیث ہے اس کا عنوان ہے "حفظ اللسان والغیبة والشتم" یعنی زبان کو غیبت اور گالی گلوچ سے محفوظ رکھنا — قرآن عزیز نے سورہ حجرات میں غیبت کی مذمت بیان کرتے ہوئے اسے اپنے مردہ بھائی کے گوشت نوچنے سے تعبیر فرمایا تو سورۂ الانعام میں کافروں اور مشرکوں کے جھوٹے معبودوں کو برا بھلا کہنے سے روکا اور منع کیا۔ اس قسم کی حرکات ایک انسان کی بداخلاقی اور بے راہروی کا مظہر ہوتی ہیں جبکہ شریف انسان وہ ہے جو اپنے آپ کو اس قسم کی حرکات شنیعہ سے بچائے۔ حتیٰ کہ اگر کوئی اسے گالی دے بھی تو اس کے جواب میں وہ ایسا نہ کرے۔

جو روایت آپ نے سماعت فرمائی اس کا مفہوم یہ ہے کہ اے لوگو! قیامت کے دن سب سے زیادہ برے لوگ تم انہیں پاؤگے جو دو موہنوں والے ہوں گے ایک سے ملیں تو اسے کچھ کہیں اور دوسرے سے ملیں تو اسے کچھ کہیں۔

علماء نے اس حدیث کا مصداق منافق اور چغلخور کو بتلایا۔ کیونکہ منافق سب سے پہلے تو اپنے آپ سے دھوکہ کرتا ہے کہ جو اس کے دل میں ہوتا ہے وہ زبان پر نہیں ہوتا اور جو زبان پر ہوتا ہے وہ دل میں نہیں ہوتا۔ اور جو شخص اپنے معاملہ میں مخلص نہیں وہ دوسرے سے کیونکر اخلاص کا مظاہرہ کرے گا؟ وہ ہر وقت اور ہر کسی سے دھوکہ اور فریب کا ہی رویہ اختیار کرے گا اور ظاہر ہے کہ ایسا شخص بہت جلد اپنا وقار کھو کر بیٹھ جائے گا۔ اسی طرح چغلخور کا معاملہ ہے کہ وہ بھی اِدھر سے اُدھر اور اُدھر سے اِدھر جو چکر لگاتا اور گشت کرتا ہے۔ اور اس کی زبان قینچی کی طرح چلتی ہے تو کسی خیر کے لئے نہیں، محض دو انسانوں کو آپس میں لڑانے اور فساد بپا کرنے کے لئے اور قرآن نے فساد اور شر کو قتل سے زیادہ قبیح گناہ قرار دیا ہے — اس کے ساتھ ہی اس باب میں اور متعدد ارشادات ہیں جن کا تعلق زبان کی حفاظت سے ہے۔ مثلاً حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا جو شخص اپنی زبان و عفت کی حفاظت کرے گا میں اس کے لئے جنّت کی ضمانت دیتا ہوں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے فقیہ النفس صحابی سرکار دو عالم علیہ السلام سے نقل فرماتے ہیں کہ مسلمان کو گالی دینا اور برا بھلا کہنا تو اللہ تعالےٰ کی نافرمانی ہے اور اس کو قتل کر دینا کفر ہے — اسی طرح

ایک روایت میں کسی کو کافر کہنے سے روکا اور فرمایا کہ اگر وہ فی الواقع کافر نہیں تو تمہاری زبان کی یہ پھل جھڑی خود تمہیں خاکستر کر کے رکھ دے گی۔

ایک روایت میں ہے، کہ جب دو شخص آپس میں گالی گلوچ کرتے ہیں تو اصل مجرم وہ ہوتا ہے جو ابتدا کرے الا یہ کہ جوابی کاروائی کرنے والا حد سے تجاوز کر جائے۔ ایک روایت میں فرمایا کہ مسلمان کو لعان نہیں ہونا چاہیئے یعنی کسی پر اسے لعنت نہیں کرنی چاہیئے۔ اور اسی کے ساتھ فرمایا کہ لعنت لعنت کرنے والے نہ تو مقامِ شہادت کی رفعت کو پا سکیں گے نہ شفاعت کا مرتبہ بلند۔

امام مسلم کی نقل کردہ روایت کے مطابق حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ سخن سنجی کرنے والا اور چغل خور جنت میں نہیں جائے گا۔

ایک روایت میں ہے کہ اے لوگو! سچائی کو لازم پکڑ لو کہ یہ نیکی کا راستہ دکھاتا ہے اور نیکی جنت میں لے جاتی ہے۔ اور جھوٹ سے گریز کرو کہ وہ برائی کے راستہ پر ڈال دیتا ہے اور برائی دوزخ میں لے جانے کا باعث بنتی ہے۔

ایک روایت میں آپ نے کسی کے سامنے مبالغہ آمیز تعریف کرنے والوں کے متعلق فرمایا کہ ان کے منہ میں مٹی ڈالو۔

ایک روایت میں حضور علیہ السلام نے فرمایا تقویٰ اور حسن خلق بکثرت لوگوں کو جنت میں لے جانے کا ذریعہ بنیں گے اور منہ اور بدکاری بکثرت دوزخ میں لے جانے کا باعث ہوں گے۔

واقعہ یہ ہے کہ زبان کی حفاظت کے سلسلہ میں احادیث میں اتنے ارشادات ہیں کہ ایک مختصر مقالہ ان کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ غیبت، چغلخوری، تعریف میں مبالغہ، بہتان و الزام تراشی، منافقت، بدگوئی وغیرہ تمام گناہ زبان سے متعلق ہیں حالانکہ زبان اللہ تعالےٰ نے اپنی یاد و ذکر کے لئے پیدا کی اور پیغمبر اسلام کا ارشاد ہے کہ اپنی زبانیں اللہ کی یاد سے تر رکھو۔ جب زبان کی تخلیق کا مقصد لوگ بھول جاتے ہیں تو وہ ان گناہوں کا شکار ہو کر جہنم میں لے جانے کا ذریعہ بن جاتی ہے۔

اللہ تعالےٰ اپنے کرم سے ہمیں اپنی زبانوں کی حفاظت کی توفیق بخشے۔ آمین۔

بقیہ: احادیث الرسول ؐ

تُبًّا لَّكَ سَائِرَ الْيَوْمِ اَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا فَنَزَلَتْ تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّ تَبَّ۔ (متفق علیہ)

ترجمہ: عبداللہ رضؓ بن عباس رضؓ سے روایت ہے کہا جب وانذر عشیرتک الاقربین والی آیت نازل ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ و اصحابہ وسلم کوہ صفا پر چڑھ گئے۔ پھر آپؐ نے قریش کے مختلف بطنوں کو بلانا شروع کیا اے بنی فہر! اے بنی عدی! یہاں تک کہ سب اکٹھے ہو گئے آپؐ نے فرمایا بتلاؤ تو سہی۔ اگر میں تمہیں خبر دوں کہ ایک لشکر اس وادی سے آ رہا ہے جو تمہیں لوٹنا چاہتا ہے کیا تم اس بات کو سچا مان لو گے۔ انہوں نے کہا۔ ہاں۔ ہم نے آپؐ کے متعلق سوائے سچ بولنے کے اور کوئی بات نہیں دیکھی۔ آپؐ نے فرمایا میں تمہیں ڈرانے والا ہوں سخت عذاب آنے والے سے پہلے تب ابولہب نے کہا ہلاکت ہو تمہیں تمام ایام میں آیا اسی لئے تو نے ہمیں جمع کیا تھا۔ اس پر تبت یدا ابی لھب و تب نازل ہوئی۔

بقیہ: مجلس ذکر

کی دولت سے مالا مال فرمائے۔ ہمارا یہاں آنا قبول فرمائے اور ہمیں کثرت سے ذکر اللہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ایمان کے

از جناب مولوی محمد اویس صاحب ندوی

اولیاء اللہ کی پہچان

صحیح بخاری کی روایت ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ عَادٰى لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ بَارَزْنِيْ بِالْمُحَارَبَةِ۔

جس نے میرے ولی سے دشمنی کی اس نے مجھے دعوتِ جنگ دیا۔

اللہ اکبر! اولیاء امت کا یہ مرتبہ جلیل!! جو اُن سے عداوت رکھے اس سے خدا کا اعلانِ جنگ ہے۔ مگر یہ عالی مقامی ہر کس و ناکس کو نصیب نہیں۔

؎ یہ مرتبہ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

پس دیکھنا یہ ہے کہ وحی الٰہی کے نزدیک اولیاء اللہ کون ہیں۔ کیا ہر گلیم پوش اور دلق بردوش ولی اللہ ہے؟ یا اس کے لئے کچھ اعمال اور کردار کی بھی شرط ہے؟

کلام الٰہی میں ہے:

الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیھم ولاھم یحزنون۔ الذین اٰمنوا وکانوا یتقون۔

اولیاء اللہ کی سب سے بڑی پہچان یہ ہے کہ وہ متقی ہوں۔

ان اولیاءہٗ الا المتقون (سورۂ انفال)

تقویٰ والے ہی خدا کے دوست ہیں۔

حضرت حسنؒ بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک جماعت نے عشق کا دعویٰ کیا۔ تو اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔

آپ فرما دیجئے اگر تم لوگ اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اللہ تم سے محبت فرمائیں گے۔

ان آیات سے صاف طور سے واضح ہوتا ہے کہ محبت الٰہی کا صحیح معیار تقویٰ اور اتباع سنت ہے۔ اللہ کا ولی وہی ہے جو شریعت کا پیرو ہے اور جو اتباع شریعت سے غافل ہے وہ اللہ کا دوست نہیں ہو سکتا لیکن کیسے غضب کی بات ہے کہ آج اہل اللہ وہ لوگ ہیں جو بے ربط باتیں کریں۔ آزاد زندگی بسر کریں۔ اہل وعیال سے غافل ہوں جن کی زلفیں بڑھی ہوں۔ کپڑے رنگے ہوں۔ اور اگر ولایت میں دو ایک قدم آگے بڑھ گئے تو انہیں نماز روزہ بھی معاف۔ شریعت کی قید سے وہ آزاد۔ اگر شرک و بدعت میں ان کو مبتلا پاؤ تو سمجھو کہ اس میں بھی کوئی بھید ہے۔ ان کے یہاں مسلمات میں سے ہے کہ شریعت کی راہ دوسری ہے اور فقیری کی راہ دوسری۔

یہ نہیں سمجھتے کہ اصلی فقیری تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فقیری ہے پس جس کا فقر فقر محمدیؐ کے تابع ہے اور اس کے مطابق ہے۔ وہ تو صحیح راستے پر ہے۔ اور جو اس سے الگ ہے وہ شیطان کے فریب میں مبتلا ہے۔

اکابر اولیاء کی زندگی پر غور کرو۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ اور دوسرے صحابہ کرام کے فقر کو دیکھو۔ حضرت حسن بصری، حضرت جنید بغدادی، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی، حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمہم اللہ تعالیٰ کی درویشی پر نظر ڈالو۔ ان کا فقر اور ان کی درویشی کیا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فقر اور درویشی کے تابع نہ تھی؟ ان حضرات کو اس قدر بلند مراتب نصیب کس کی غلامی سے ہوئے؟ خود اولیاء امت کی زبان سے اس حقیقت کو سنو!

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

من علامات المحب للہ تعالےٰ متابعۃ حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی اخلاقہ وافعالہ واوامرہ وسننہ۔ (رسالہ قشیریہ)

حضرت بشر حافی ایک بڑے پایہ

کے بزرگ گذرے ہیں۔ رسالہ قشیریہ میں ان کا ایک خواب درج ہے:

قال رایت النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی المنام فقال لی یا بشر اتدری لما رفعک اللّٰہ من بین اقرانک قلت لا یا رسول اللّٰہ۔ قال باتباعک سنتی۔ خدمتک للصالحین ونصیحتک لاخوانک ومحبتک لاصحابی واھل بیتی ھو الذی بلغک منازل الابرار۔

حضرت بشر حافی فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں اے بشر تمہیں معلوم ہے کہ تمہیں خدا نے کیوں سربلند کیا؟ عرض کیا ...... کہ نہیں معلوم۔ فرمایا کہ میری سنت کی اتباع، صالحین کی خدمت، اپنے بھائیوں کی خیر اندیشی، میرے اصحاب اور اہل بیت کی محبت، انہیں چیزوں نے تمہیں ابرار کے مرتبہ تک پہنچا دیا۔

شیخ ابوالحسن احمد حواری فرماتے ہیں:

من عمل عملاً بلا اتباع سنۃ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فباطل عملہٗ۔

اتباع سنت نبوی سے باہر جو عمل ہوگا وہ باطل ہوگا۔ (رسالہ قشیریہ)

سید الطائفہ جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں:

من لم یحفظ القرآن ولم یکتب الحدیث لا یقتدی بہٖ فی ھٰذا الامر لان علمنا ھٰذا مقید بالکتاب والسنۃ۔

(رسالہ قشیریہ)

جو شخص حافظ کلام الٰہی نہیں۔ اور عالم حدیث نہیں (درویشی) میں اس کی پیروی ناجائز ہے، اس لئے کہ ہمارا علم درویشی قرآن وحدیث ہی سے نکلتا ہے۔

ارشاد فرمایا:-

مذھبنا ھٰذا مقید باصول الکتاب والسنۃ۔ (رسالہ قشیریہ)

ہمارا سارا طریقہ (درویشی) کتاب الٰہی اور حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پابند ہے۔

فرمایا:-

الطریق کلھا مسدودۃ علی الخلق الا علیٰ من اقتفیٰ اثر الرسول صلی اللّٰہ علیہ وسلم۔ (رسالہ قشیریہ)

مخلوق پر تمام راستے بند ہیں، بجز اس کے کہ سنت رسولؐ پر چلے۔

حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ فتوح الغیب میں بار بار توحید اور اتباع شریعت کا حکم فرماتے ہیں:-

اوصیک بتقوی اللّٰہ فطاعتہ لزوم ظاھر الشریعۃ۔

میں تمہیں خدا کے تقویٰ اور ظاہر شریعت کی پابندی کی وصیت کرتا ہے۔

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ عوارف میں ارشاد فرماتے ہیں:-

فاوفر الناس حظاً من مطابعۃ الرسول اوفرھم حظاً من محبۃ اللّٰہ تعالیٰ۔

جو جس قدر زیادہ محبت الٰہی کا سرمایہ دار ہے۔

علمائے اہل سنت والجماعت کرامات اولیاء اللہ کے قائل ہیں لیکن وہ اس کو دلیل ولایت یا شرائط ولوازم ولایت سے نہیں سمجھتے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مکتوبات جلد اوّل ص۱۲۸ میں لکھتے ہیں:-

ظہور خوارق از ارکان ولایت است نہ از شرائط آں۔

خرق عادات کا ظہور ارکان ولایت سے ہے اس کے شرائط سے نہیں۔

اپنے مکتوب ہی میں دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں:-

وبدانند کہ ظہور خوارق وکرامات شرط ولایت نیست۔

جانو کہ ظہور خوارق اور کرامات شرط ولایت نہیں ہے۔

اصل یہ ہے کہ طالبانِ خدا جب راہ سلوک میں قدم رکھتے ہیں تو ان کے ساتھ امداد خداوندی مختلف صورتوں سے شامل ہو جاتی ہے۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ سعی وطلب میں ہمت افزائی اور تحریص وترغیب کے لئے بعض آثار قدرت کا ان پر ظہور ہوتا ہے۔ کبھی قوت تعین کے لئے اُن سے غیر معمولی واقعات ظاہر کرا دئے جاتے ہیں۔ چنانچہ شیخ شہاب الدین سہروردیؒ عوارف میں فرماتے ہیں:-

والحکمۃ فیہ ان یزداد بما یریٰ من خوارق العادات وآثار القدرۃ یقیناً فیقوی عزمہٗ علی الزھد فی الدنیا والخروج من دواعی الھویٰ۔

اور اس میں حکمت یہ ہے کہ خوارق عادات اور آثار قدرت کے مشاہدہ سے یقین میں زیادتی ہو تاکہ زہد فی الدنیا اور خواہشات کے نکلنے پر اس کا عزم قوی ہو۔

اب اگر طالب خدا نے اسی کشف وکرامات کو اپنا معراج کمال سمجھنا شروع کر دیا اور اس کی کوئی وقعت ذہن میں قائم ہو گئی تو یقیناً اس نے دھوکا کھایا اس لئے کہ محققین صوفیہ نے تصریح کی ہے کہ کرامات بسا اوقات سالک کے لئے ایک قسم کا حجاب بن جاتی ہیں۔ سید الطائفہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ غنیۃ الطالبین میں لکھتے ہیں۔

اذ ھی حجاب عن ربہ ما لم یصل الی اللّٰہ عزوجل۔

تاوقتیکہ وصول الی اللہ میسر نہ آجائے کرامت خدا سے حجاب ہے۔

شیخ محی الدین ابن عربیؒ نے کرامات کی قسمیں بتلائی ہیں۔ ایک کرامت عوام، جس کو عوام کرامت سمجھتے ہوں۔ دوسری کرامت خواص، جس کو خاصان خدا کرامت جانتے ہوں۔ عوام جس کو کرامت کہتے ہیں اس سے مراد خرق عادات ہے۔ اور خواص کے نزدیک خدا کی اس عنایت کا نام ہے جو کسی بندے پر اس شکل میں نمودار ہو کہ طاعات الٰہیہ خلوت وجلوت میں دونوں یکساں لطف میسر آنے لگے۔ جمیع حالات میں تسلیم ورضا کی قوت کی پیدا ہو جائے۔ اور اللہ کی جانب سے سعادت ابدیہ کی بشارتیں نصیب ہوں۔

کرامتِ عوام کی وقعت خاصان خدا کے نزدیک کیا ہے؟ حضرت شیخ محی الدین ابن عربیؒ کی زبان سے سُنئے، فرماتے ہیں:-

واما ھٰذہ التی تسمی عند العوام کرامۃ فالرجال انشوا من ملاحظھا لمشارکۃ للاستدراج المحکومیۃ ویکونہ معاوضۃ فیخافوا ان یکون حظ عملھم لان الخطوط محلھا الدار الاٰخرۃ فاذا عجل منھا فزعمنا ان یکون حظ علمنا وقد وردت بذالک آثار وانی یصح الخوف مع الکرامۃ فاذن لیست بکرامۃ عندنا۔

اور یہ جس کو عوام کرامت کہتے ہیں، اہل اللہ نے اس کی طرف نظر تک نہیں اُٹھایا ہے۔ اس سبب سے کہ ایسے واقعات کے ظہور میں وہ مستدرج اور ممکور کا شریک ہے، اور چونکہ ایسے اعمال کا ظہور اس کے اعمال کا معاوضہ ہیں۔ پس اہل اللہ ڈرتے ہیں کہ یہ اعمال اس کا معاوضہ عمل نہ ہو جائیں۔ اس لئے کہ جزاء اعمال کا محل تو دار آخرت ہے۔ پس اگر اسی دنیا میں عمل کی جزاء مل جائے، تو یوم جزاء میں محرومی کا اندیشہ ہے۔ اور اس بارے میں آثار موجود ہیں۔ اور جبکہ اس شخص کو خوف بھی لاحق ہے، تو خوف کرامت کے ساتھ درست نہیں ہوتا ہے۔ لہذا ہمارے نزدیک یہ کرامت نہیں ہے۔

اور یہ بھی سمجھنے کی بات ہے کہ محض خوارق عادات کا ظہور دلیلِ صدق ولایت نہیں ہے۔ کیونکہ خوارق عادات کے ظہور کا تعلق کبھی اسباب طبعی کے ماتحت بھی ہوتا ہے جن ارباب معقول نے خوارق عادات کے جواز کو تسلیم کیا ہے انہوں نے صرف اسباب طبیعی کے ماتحت ہی اس کو قبول کیا ہے۔ شیخ الرئیس بوعلی سینا نے اشارات کے آخر میں ایک مستقل باب مقامات العارفین کے نام سے قائم کیا ہے جس میں خرق عادات کو اسباب طبیعی کے ماتحت قرار دیا ہے پس کسی شخص کو محض کرامات اور خوارق عادات کے ظہور کی بنا پر ولی نہیں قرار دیا جاسکتا تاوقتیکہ اس کے حالات پر نظر نہ کی جائے، اور نہ دیکھ لیا جائے کہ وہ اللہ کے مقرر کردہ راستوں پر چلتا ہے یا نہیں؟ کتاب وسنت کا وہ متبع ہے یا نہیں؟ اگر وہ شخص قول وعمل، ظاہر وباطن اور اعتقاد کے لحاظ سے پابند شرع اسلام ہے، تو بے شک وہ اللہ کا ولی کہلانے کا مستحق ہے۔ اور اگر وہ شریعت کا پابند نہیں ہے تو اس سے خواہ کیسے ہی عجائب وغرائب کیوں نہ ہوں وہ ہرگز صاحب ولایت نہیں ہوسکتا۔

شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فتح الباری میں لکھتے ہیں:-

ان الذین استقر عند العامۃ ان خرق العادۃ یدل علیٰ من وقع لہٗ ذالک من اولیاء اللّٰہ وھو غلط ممن یقولہ فان الخارق قد یظھر علیٰ ید المبطل من ساحر وکاھن وراھب فیحتاج من یستدل بذالک علیٰ ولایۃ الاولیاء الی خارق واولیٰ اذ کما ان یخبر حال من وقع لہٗ ذٰلک فان کان متمسکا بالاوامر الشرعیۃ والنواھی کان ذٰلک علامۃ ولایتہ ومن لا فلا۔

عوام کے قلوب میں یہ بات جم گئی ہے،

کہ جس کو خرقِ عادات ہو وہ ولی ہے حالانکہ یہ غلط ہے۔ کیونکہ خرقِ عادات کبھی ساحر سے اور کاہن وراہب سے بھی ہوتی ہیں۔ تو جو لوگ خرقِ عادات کو ولایت اولیاء کی دیل مانتے ہیں۔ ان کو ان دونوں میں کسی فرق کی ضرورت ہے۔ اور بہتر یہ ہے کہ جس کو خرق عادت واقع ہو، اس کے احوال کا مطالعہ کیا جائے۔ اگر وہ اوامر نواہی شرعیہ کا پابند ہے تو یہ خرق عادت علامت ولایت ہے۔ ورنہ نہیں۔

حضرت خواجہ محمد معصومؒ اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں:۔

وکسیکہ خود بر مسند شیخ گرفتہ است وعمل او نہ برفق سنن رسول اللہ است وبحلیۂ شریعت محلی نیست زنہار از وو دور باشی بلکہ دلاں شہر کہ اوست مباشی مبادا کہ بمرور ایام دل را باو میلان پیدا آید خلل عظیم درکار اندازد۔

جو شخص کہ مسند شیخ پر رونق افروز ہے۔ لیکن اس کا عمل نہ تو رسولؐ اللہ کی سنت کے موافق ہے اور نہ وہ پابند شریعت ہے اس سے دُور رہو بلکہ جس شہر میں وہ شخص ہے اس شہر میں نہ رہو کہ مبادا تمہارا دل اس کی طرف متوجہ ہو۔ اور ایک عظیم خلل پیدا ہو۔

پھر چند سطور کے بعد پھر لکھتے ہیں:۔

منہاون آداب نبوی و تارک سنن مصطفوی را علیٰ مصدرہا الصلوٰۃ والسلام زنہار عارف خیال نکنید و فریفتۂ تبتل و انقطاع وخوارق عادات او نشوید و شیفتۂ زہد وتوکل ومعارف توحید او نگردید کہ فرق مبطلہ مثل یہود و نصاریٰ وجوگیہ وبراہمہ دریں امور فرق محضہ شرکت دارند۔

آداب نبویؐ کا منہاون اور سنت نبوی کے چھوڑنے والے کو ہرگز عارف مت خیال کرو۔ اس کی گوشہ نشینی اور ترک تعلقات اور خوارق عادات کے فریفتہ نہ ہو اس کے زہد وتوکل اور معارف توحید کے شیفتہ مت بنو کیونکہ فرق باطلہ مثلاً یہود ونصاریٰ جوگی اور برہمن وغیرہ بھی تھوڑے فرق کے ساتھ ان امور میں شرکت رکھتے ہیں۔

اس کے بعد ارشاد فرماتے ہیں:

ومعاملہ نجات مربوط باقتضائے اثر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

اور نجات کا معاملہ اتباع محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متعلق ہے۔

جو متبع سنت ہے وہی اللہ کا ولی ہے اور جو شخص شریعت سے غافل اور کشف وکرامات کا شیفتہ ہے وہ حقیقت سے ناواقف ہے۔

بقیہ : اداریہ

کا شور رہتا ہے ——— ہمارے شہ دماغ سوچتے ہی نہیں کہ اس کے نتیجہ میں طلباء کا کتنا وقت خرچ ہوتا ہے کتنی صلاحیتیں تباہ ہوتی ہیں اور کتنا سرمایہ اپنے ہاتھوں گویا آگ میں جھونک دیا جاتا ہے ——— پھر اس گہما گہمی کے نتیجہ میں غنڈہ گردی، تشدد اور اسلحہ کا کھلے بندوں استعمال جس طرح ہوتا ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ تعلیم گاہیں نہیں کچھ اور ہیں ——— یہ تمام صورت حال جتنی کچھ پریشان کن ہے اس کا اندازہ کرنا ہی مشکل ہے اور جب تک تعلیمی نظام درست نہ ہوگا کوئی کام درست نہ ہو سکے گا کیونکہ اصل بنیاد یہی ہے ——— ہم بڑی دلسوزی کے ساتھ عرض کریں گے کہ تعلیمی اداروں میں یونین سازی، الیکشن بازی اور اس قسم کے مشاغل ایک آرڈیننس کے ذریعہ فوراً ختم کئے جائیں۔ تعلیم گاہ صرف تعلیم گاہ ہو۔ اور جو عزیز طلبا سیاست کے زیادہ شوقین ہیں وہ درسگاہ کو چھوڑ کر سیدھا اس میدان میں آ جائیں ——— اس کے ساتھ ہی مخصوص چہروں پر مشتمل نہیں ——— بلکہ واقعی قومی درد رکھنے والے باشعور اور باصلاحیت اہل علم پر مشتمل ایک کمیشن قائم کرکے تعلیمی نظام کی فوری اصلاح کی تدابیر سوچی جائیں اور ہنگامی بنیادوں پر ان پر عمل کا اہتمام کیا جائے۔

علوی ۲۰ ذوالحجہ ۱۴۰۲ ھ

سلطانیٔ جمہور کا آتا ہے زمانہ!!
جو نقشِ کہن تم کو نظر آئے مٹا دو
جس کھیت سے دہقاں کو میسر نہ ہو روزی
اس کھیت کے ہر خوشۂ گندم کو جلا دو

(بالِ جبریل)

صاحبِ خلقِ عظیم کے اخلاقِ عالیہ

(ابنِ اسعد)

ایک عرصہ سے لوگ آسمانی ہدایت سے محروم تھے اہل کتاب کے دو بڑے گروپ یہود ونصاریٰ اپنی اپنی کتابوں کو مسخ کر چکے تھے حقیقی آسمانی تعلیم کہیں ڈھونڈے بھی نہ ملتی تھی، کہ ابر رحمت جوش میں آیا اور سرزمین مکہ میں حضرت سیدہ آمنہ کے یہاں موسم بہار میں دوشنبہ ۹ ربیع الاول ۱ عام الفیل مطابق ۲۲ اپریل ۵۷۱ء صبح صادق سے بعد اور نیّر عالم تاب کے طلوع سے قبل ایک بچہ پیدا ہوتا ہے بوڑھے دادا کا وہ بوجھ جو جواں سال بیٹے کی مفارقت کے سبب سے تھا، ہلکا ہوا، بی بی آمنہ شوہر کی نشانی دیکھ کر پھولے نہیں سماتی تھیں دادا محمدؐ اور والدہ احمدؐ کے پیارے نام سے یاد کرتی ہیں۔ یتیم مکہ کا دنیا میں آنا کس شان سے تھا تمام سعادتیں اور سرفرازیاں اس کے قدموں پر جھک گئیں اور صحن چمن کی ساری بہاریں اس کے آنے سے اپنا بوریا بستر سمیٹنے پر مجبور ہوگئیں۔

؎ صحن چمن کو اپنی بہاروں پہ ناز تھا
وہ آگئے تو ساری بہاروں پہ چھا گئے

اور شاید متنبّی نے اس کے لئے ہی کہا تھا ؎

عَقِمَتِ الدُّهُوْرُ وَمَا اَتَيْنَ بِمِثْلِهِ
وَلَقَدْ اَتَىٰ فَعَجَزْنَ عَنْ نُظَرَائِهِ

آج کے دن وہ ذاتِ اقدس واطہر صلی اللہ علیہ وسلم فداہ روحی وجدی دنیا میں تشریف فرما ہوئی۔ جو اپنی ذات مبارک میں نوح علیہ السلام کی سی سرگرمی، ابراہیم علیہ السلام جیسی نرم دلی، یوسف علیہ السلام جیسی درگذر، داؤد علیہ السلام کی سی فتوحات، یعقوب علیہ السلام کا سا صبر، سلیمان علیہ السلام کی سی سطوت، عیسیٰ علیہ السلام کی سی خاکساری، یحییٰ علیہ السلام کا سا زاہد، اسماعیل علیہ السلام کی سی سبک روحی کا ظہور بخش تھی۔

؎ اے کہ بر تختِ سیادت زازل جاداری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری (ایمان)

وہ تاجدار دوعالم جس کی رفعت ومنزلت کو عارف نے یوں بیان کیا۔

؎ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اور جس کی جناب میں غالب جیسے استاد فن نے اپنی عاجزی کا یوں اعتراف کیا۔ ؎

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گذاشتیم
کاں ذاتِ پاک مرتبہ دانِ محمدؐ است

اسی ذات رحمت ورأفت کے حضور مخلصانہ چند سطور پیش کرنے کی غرض سے قلم اٹھایا گیا ہے لیکن اس کی مبارک ومسعود زندگی کے تمام پہلوؤں سے قطع نظر کرکے آپ کے اخلاق عالیہ جو عَلَّمَنِیْ رَبِّیْ فَاَحْسَنَ تَادِیْبِیْ کا مصداق ہیں مختصراً ذکر کروں گا۔

ابتدا میں جو آیت کریمہ نقل کی گئی ہے اس سے بڑھ کر خلقِ محمدی کی رفعت وبرتری کی کوئی دلیل نہیں جب خود خالقِ کائنات اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ کا سرٹیفیکیٹ عطا فرما رہے ہیں تو پھر کسی دوسری دلیل وشہادت کی ضرورت تو نہیں تاہم آپ کی زوجہ محترمہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا جو عمر میں بڑی ہونے کے باوجود آپؐ کی صداقت وامانت سے متاثر ہو کر آپؐ سے نکاح کی خواہش کرتی ہیں اور اپنی پوری دنیا آپؐ کے قدموں میں نچھاور کر دیتی ہیں۔ ان کی شہادت کو ذکر کر دینا بہت مناسب معلوم ہوتا ہے۔

نبی امی علیہ السلام بشارت نبوت سے سرفراز ہو کر دولت کدہ پر تشریف لاتے ہیں لیٹ کر فرماتے ہیں مجھے چادر اوڑھا دو اور جب طبیعت کو ذرا سا سکون مل جاتا ہے تو فرماتے ہیں کہ میں ایسے واقعات دیکھتا ہوں کہ مجھے اپنی جان کا ڈر ہو گیا ہے۔ لیکن وفا شعار اور جانثار بیوی عرض کرتی ہے "آپ اقربا پر شفقت فرماتے، سچ بولتے، رانڈوں، یتیموں، بیکسوں کی دستگیری کرتے، مہمان نوازی فرماتے، مصیبت زدوں سے ہمدردی کرتے ہیں۔ خدا آپ کو کبھی اندوہگین نہ فرمائے گا۔

(بخاری مسلم عن عائشہؓ مشکوٰۃ صہ ۵۱۲)

اور شہادت اعداء بھی سن لیں کیونکہ:
وَالْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْاَعْدَاءُ
فرینچ پروفیسر سیڈیو لکھتا ہے "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خندہ رو، ملنسار، اکثر خاموش رہنے والے، بکثرت ذکر خدا کرنے والے، لغویات سے دُور، بے ہودہ پن سے نفور، بہترین رائے اور بہترین عقل والے تھے، انصاف کے معاملے میں قریب و بعید آنحضرت صلعم کے نزدیک برابر ہوتا تھا، مساکین سے محبت فرمایا کرتے، سفید زمین پر (بلا کسی مسند و فرش) نشست فرمایا کرتے، اپنے جوتے خود گانٹھ لیتے، اپنے کپڑوں کو خود پیوند لگا لیتے تھے۔

(خلاصہ تاریخ العرب از پروفیسر مذکور صد ۴۲)

اور بقول حضرت قاضی عیاض "دشمن اور کافر سے بکشادہ پیشانی ملا کرتے تھے (شفا صد ۳۱۲)

حجۃ الاسلام امام غزالی اور حکیم الامت شاہ ولی اللہ اپنے اپنے انداز میں حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و ملکات کا یوں ذکر فرماتے ہیں کہ "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مویشی کو خود چارہ ڈال دیتے، اونٹ کو باندھتے، گھر میں صفائی کر لیتے، بکری کا دودھ دوہ لیتے، خادم کے ساتھ بیٹھ کر کھا لیتے، خادم کو اس کے کام کاج میں مدد دیتے۔ بازار سے چیز خود جا کر خرید لیتے، اسے خود اٹھا لیتے، ہر ادنیٰ و اعلیٰ، خورد و بزرگ کو سلام پہلے کر دیا کرتے۔ جو کوئی ساتھ ہو لیتا اس کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر چلا کرتے، غلام و آقا، حبشی و ترکی میں ذرا تفاوت نہ کرتے، رات دن کا لباس ایک ہی رکھتے، کیسا ہی کوئی حقیر شخص دعوت کے لئے کہتا قبول فرما لیتے، جو کچھ سامنے رکھ دیا جاتا اسے برغبت کھا لیتے، رات کے کھانے میں سے صبح کے لئے اور صبح کے کھانے میں سے شام کے لئے اُٹھا نہ رکھتے، نیک خو، کریم الطبع کشادہ رو تھے مگر ہنستے نہ تھے، اندوہگین تھے مگر ترشرو نہ تھے۔ متواضع جس میں ونائت نہ تھی، باہیبت جس میں درشتی نہ تھی، سخی تھے مگر اسراف نہ تھا ہر ایک پر رحم فرمایا کرتے، کسی سے کچھ طمع نہ رکھتے، سر مبارک کو جھکائے رکھتے تھے۔

(کیمیائے سعادت الغزالیؒ صد ۲۸ مطبوعہ لکھنؤ)

اور "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کنبہ والوں اور خادموں پر بہت زیادہ مہربان تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے دس سال تک خدمت کی اس عرصہ میں انہیں کبھی اُف (اونہہ) تک نہ کہا، زبان مبارک پر کبھی کوئی گندی بات یا گالی نہیں آتی تھی نہ کسی پر لعنت کیا کرتے تھے دوسرے کی اذیت و آزار پر نہایت صبر کیا کرتے، خلق خدا پر نہایت رحم فرماتے، ہاتھ یا زبان مبارک سے کبھی کسی کو شر نہ پہنچا، کنبہ کی اصلاح اور قوم کی درستی پر نہایت توجہ فرماتے ہر شخص اور ہر چیز کی قدر و منزلت سے آگاہ تھے آسمانی بادشاہت کی جانب ہمیشہ نظر لگائے رکھتے تھے۔

(حجۃ اللہ البالغہ، للشاہ ولی اللہؒ صد ۳۸۵)

الغرض آپؐ سراپا حسن و جمال، مجسم رحمت و رأفت اور ہر لحاظ سے اپنی مثال آپ تھے اور کیوں نہ ہوتے اللہ میاں نے آپؐ کو اہلِ دنیا کے لئے نمونہ بنا کر بھیجا تھا۔
لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔ (الاحزاب آیت ۲۱)
تمہارے لئے بھلی تھی سیکھنی رسول اللہ کی چال۔ (حضرت شیخ الہندؒ)

اور آپ کی اطاعت کو نہ صرف لازم بلکہ اپنی اطاعت قرار دیا۔ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ۔ (نساء آیت ۸۰)

اصح الکتاب بعد کتاب اللہ البخاری میں خلق محمدی کا نقشہ یوں کھینچا گیا ہے کہ:
"نبی علیہ السلام مطیع کو بشارت پہنچاتے، عاصی کو ڈر سناتے، بے خبروں کی پناہ تھے۔ خدا کے بندہ و رسول، جملہ کاروبار کو اللہ پر چھوڑنے والے، نہ درشت خو، نہ سخت گو، چیخ کر نہ بولتے، بدی کا بدلہ ویسا نہ لیتے، معافی مانگنے والے کو معاف فرما دیتے، گنہگار کو بخش دیتے ان کا کام کجی ہائے مذاہب کو درست کر دینا ہے، ان کی تعلیم اندھوں کو آنکھیں، بہرے کو کان دیتی، غافل دلوں کے پردے اُٹھا دیتی ہے۔ آپؐ ہر خوبی سے آراستہ، جملہ اخلاق فاضلہ سے متصف، سکینہ ان کا لباس، نکوئی ان کا شعار، تقویٰ ان کا ضمیر، حکمت ان کا کلام، عدل ان کی سیرت، ان کی شریعت سراپا راستی، ان کا ملت اسلام، ہدایت ان کی رہنما ہے، وہ ضلالت کو اٹھا دینے والے، گمناموں کو رفعت بخشنے والے، مجہولوں کو نامور کر دینے والے، قلت کو کثرت اور تنگدستی کو غنا سے بدل دینے والے ہیں"۔ (بخاری)

اس کے ساتھ یسعیاہ نبی کی کتاب کا باب ۴۲ ملاحظہ فرمائیں جو سارے کا سارا حضور علیہ السلام کے اخلاق عالیہ سے متعلق ہے۔

۱۔ دیکھو میرا بندہ جسے میں سنبھالتا، میرا برگزیدہ جس سے میرا جی راضی ہے، میں نے اپنی روح اس پر رکھی وہ قوموں کے درمیان عدالت جاری کرائے گا۔

۲۔ وہ نہ چلائے گا اور اپنا صدا بلند نہ کرے گا اور اپنی آواز بازاروں میں نہ سنائے گا۔

۳۔ وہ مسلے ہوئے سنیٹھے کو نہ توڑے گا اور دہکتی ہوئی بتی کو نہ بجھائے گا۔ وہ عدالت کو جاری کرائے گا کہ دام رہے۔

۴۔ اس کا زوال نہ ہوگا اور نہ مسلا جائے گا جب تک راستی کو زمین پر قائم نہ کر لے اور بحری ممالک اس کی شریعت کی راہ تکیں گے۔

۵۔ خداوند خدا جو آسمانوں کو خلق کرتا اور تانتا جو زمین کو اور انہیں جو اس سے نکلتے ہیں پھیلاتا اور ان لوگوں کو جو اس پر ہیں سانس دیتا اور ان کو جو اس پر چلتے ہیں روح بخشتا۔

۶۔ یوں فرماتا ہے میں خداوند نے تجھے صداقت کے بلایا میں ہی تیرا ہاتھ پکڑوں گا اور تیری حفاظت کروں گا اور لوگوں کے عہد اور قوموں کے نور کے لئے تجھے دوں گا۔

۷۔ کہ تو اندھوں کی آنکھیں کھولے اور بند ہوؤں کو قید سے نکالے اور ان کو جو اندھیروں میں بیٹھے ہیں قید خانے سے چھڑا دے۔ الخ

پادری صاحبان اس باب کو بحق مسیح علیہ السلام ثابت کرتے ہیں لیکن مسیح کو "عبداللہ" کی بجائے "ابن اللہ" کہتے ہیں۔ اس لئے یہ تطبیق مشکل ہوگی بلکہ یہ اس کے حق میں ہے جو "عبداللہ" ہے نیز اس باب میں قیدار کا ذکر ہے جو نبی علیہ السلام کا دادا ہے اور سلع کا ذکر ہے جو مدینہ کا پرانا نام تھا بلکہ اب بھی ایک پہاڑی اس نام کی موجود ہے اور درس ۱۳ میں اس کا جنگی ہونا اور درس ۱۷ میں ہے کہ اس سے بت پرستوں کو ذلت و پشیمانی ہوگی سب اس بات کے ثبوت ہیں کہ یہ باب نبی علیہ السلام سے متعلق ہے اور حضرت کعب الاحبارؓ اس باب کو خاص حضور علیہ السلام کے لئے بتلاتے تھے یہ ثبوت ہے اس کا کہ کتب سماویہ ذکر حبیب سے خالی نہیں۔

اب تک جو کچھ لکھا اس سے آپ کے اخلاق عالیہ روزِ روشن کی طرح سامنے آجاتے ہیں اور نام نہاد محبت و عقیدت کے روایتی چکر سے نکل کر فی الواقع آپ کے اسوہ مبارکہ پر عمل کرنے کا جذبہ صادقہ رکھنے والی سعید روحوں کے لئے اس میں سب کچھ موجود ہے باقی محبت کی نمائش کرنے والوں کے لئے دفتر کے دفتر بے سود ہیں۔

تاہم قائد بدر و حنین اور صاحب ہجرت و معراج علیہ السلام کی حیات طیبہ کے چند گوشے ذرا مزید وضاحت سے عرض کرتا ہوں تا کہ بلاکشان محبت محظوظ ہو سکیں۔

<u>رحم بر اعداء</u>: مکہ کے بسنے والوں نے جتنا آپؐ کو ستایا تاریخ کا ایک معمولی طالب علم بھی اس سے آگاہ ہے لیکن فتح مکہ کے موقع پر جبکہ آپ ہزارہا جانثاروں کے جلو میں فاتحانہ وہاں داخل ہوتے ہیں، دشمنوں پر کپکپی طاری ہے وہ جان بچانے کی فکر میں ہیں اور آپ بھی پوری طرح اس پر قادر ہیں کہ ایک ایک سے بدلہ چکا لیں۔ لیکن آپ ان سے وہی سلوک کرتے ہیں جو برادران یوسفؑ سے یوسف علیہ السلام نے کیا تھا۔ خطبہ میں آپؐ نے ارشاد فرمایا:

يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ ذَهَبَ عَنْكُمْ نَخْوَةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَتَعَظُّمَهَا بِالْآبَاءِ اَلنَّاسُ مِنْ اٰدَمَ وَاٰدَمُ خُلِقَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ تَلَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلْعَمْ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ۔ اِذْهَبُوْا فَاَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ۔ (طبری)

۵ھ میں سردار نجد ثمامہ مسلمان ہوئے اور مکہ کو غلہ کی ترسیل بند کر دی کہ یہ دشمنِ محمدؐ ہیں اہلِ مکہ نے بلبلا کر حضور علیہ السلام سے درخواست کی تو آپ نے غلہ کی ترسیل شروع کروا دی۔ جنگ احد میں شدید زخمی ہونے کے بعد صحابہ کی اس خواہش پر کہ آپ بد دعا کریں ارشاد فرمایا:

اِنِّیْ لَمْ اُبْعَثْ لَعَّانًا وَّلٰكِنْ بُعِثْتُ دَاعِيًا وَّرَحْمَةً۔ (بخاری)

اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ۔ (شفا صد ۴۷)

یعنی میں لعنت کے لئے نہیں بلکہ داعی اور رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ اے اللہ انہیں ہدایت دے یہ مجھے جانتے نہیں۔

<u>عدل</u>: اس صفت عظیمہ کو خدا نے اقرب الی التقویٰ قرار دیا۔ اور فرمایا کہ کسی

قوم کی دشمنی کے سبب عدل سے منہ نہ موڑو (مائدہ) نیز یہ کہ ہر حال میں عدل کرو۔ اگرچہ اس کا نقصان تمہیں یا تمہارے والدین و اقربا کو برداشت کرنا پڑے۔

تو حضور علیہ السلام جو قرآن کی عملی تفسیر ہیں ان کے اسوہ طیبہ کو دیکھیں کتنی صلابت دیتی ہے اور کیسا عمل ہے قرآن پر، مکہ معظمہ میں فاطمہ نامی عورت چوری کرتی ہے تو حضرت اسامہؓ سے سفارش کرائی جاتی ہے۔ فرمایا حدود الٰہی میں سفارش کیسی؟ میری بیٹی فاطمہؓ بھی چوری کرتی تو اسے بھی خمیازہ بھگتنا پڑتا۔ (بخاری کتاب الحدود)

اور حضرت سواد فرماتے ہیں کہ میں رنگین کپڑے پہنے حاضر خدمت ہوا۔ آپؐ نے حُط حُط فرماتے ہوئے لاٹھی سے میرے پیٹ میں چونکا دیا میں نے کہا میں قصاص لوں گا۔ تو شکم مبارک فوراً برہنہ کر کے میرے سامنے کر دیا۔ (شفا ص۳۱۱)

صبر و حلم: اہل طائف کے سلوکِ بد سے جس طرح جذبات بھڑکنے چاہیئے تھے اس سے ہر کوئی آگاہ ہے لیکن آپؐ کا صبر و حلم یہ تھا کہ فرمایا میں ان کے لئے بددعا کیوں کروں یہ نہیں تو ان کی اولاد مسلمان ہو جائے گی۔ اور جب زید نامی یہودی اپنا قرض لینے آیا اور شکم مبارک سے چادر اتار لی اور کپڑے پکڑ کر بہت بُرا بھلا کہا تو حضرت عمرؓ نے اسے ڈانٹا۔ آپؐ نے فرمایا عمر تم مجھے حسن ادائیگی اور اسے حسن تقاضا کی تلقین کرتے پھر اسے مخاطب کر کے فرمایا ابھی تین دن وعدہ میں باقی ہیں اس کے باوجود حضرت عمرؓ سے کہہ کر قرض دلوا دیا اور بیس صاع زیادہ جس کا سبب یہ فرمایا کہ تم نے اسے ڈانٹا اور دھمکایا۔ (شفا ص۴۱)

ان اخلاق کریمہ کے صدقے زید مسلمان ہو گیا رضی اللہ عنہ۔ عفو و رحم کا یہ عالم تھا کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اپنی ذات کی بابت کسی سے انتقام نہ لیا اور ہبار نامی کافر نے آپ کی دختر نیک اختر حضرت زینبؓ کے نیزہ مارا جو ان کی موت کا سبب بنا لیکن اس نے معافی کی درخواست کی آپؐ نے معاف فرما دیا اور فتح مکہ کے خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ زمانہ جاہلیت سے لے کر اب تک جن باتوں کے سبب جنگ و جدل کا سلسلہ چلتا رہا۔ ان سب کو معدوم کرتے ہوئے سب سے پہلے خاندان کا دعویٰ خون اور اپنے چچا کی رقوم قرضہ معاف کرتا ہوں۔ (بخاری)

صدق و امانت کا یہ حال تھا کہ بچپن میں ہی صادق و امین مشہور ہو چکے تھے۔ ایک بار ابوجہل نے کہا محمدؐ میں تجھے جھوٹا نہیں کہتا لیکن میرا دل تیری تعلیم پر نہیں ٹھہرتا اور ہجرت کی رات قریش ننگی تلواروں کے سایہ ابن عم سیدنا علیؓ کو ٹھہرانے کا مقصد ادائیگی امانت ہی تھی۔ (شفا ص۵۹،۶۰)

زہد اس غضب کا کہ دعا مانگتے "اے اللہ آل محمد کو اتنا دے کہ پیٹ میں ڈال لیں اور بقول حضرت عائشہؓ وصال کے وقت زرہ ایک یہودی کے پاس بعوض غلہ رہن تھی۔ (بخاری)

الغرض جس پہلو سے دیکھیں وہاں اپنی مثال آپ ہیں اس پاکیزہ کردار اور عملی تعلیم ہی کا اثر تھا کہ صحابہؓ صبغۃ اللہ میں ایسے رنگے کہ ایک وقت بدو تھے تو دوسرے وقت قیصر و کسریٰ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بے باکانہ گفتگو کرنے والے تھے اور ربع ملکوں پر پرچم ہلالی لہرانے والے۔

اب بھی مسلمان آپ کی پاکیزہ تعلیم کو اپنائے بغیر رفعت و عزت حاصل نہیں کر سکتے ارشاد نبوی ہے کہ:

"میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں ان کو مضبوطی سے تھامے رکھو تو محفوظ رہو گے یعنی کتاب الٰہی اور سنت رسولؐ"

اور ظاہر ہے کہ لسان نبوت سے نکلنے والی بات غلط نہیں ہو سکتی بلکہ تاریخ اس پر شاہد ہے کہ جب سے مسلمان نے اس ہدایت نامہ کو چھوڑا تب سے پریشان ہونا پڑا۔ خداوند قدوس ہمیں نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کو مشعلِ راہ بنانے کی توفیق دے۔

ع ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

محمود اشرف عثمانی، لاہور

ایک حدیث کی تشریح

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال لمّا نزلت هذه الآية "والذين يكنزون الذهب والفضة الآية — كبُر ذالك على المسلمين، فقال عمر أنا افرّج عنكم فانطلق فقال يا نبی اللہ انّه كبُر على اصحابك هذه الآية فقال ان الله لم يفرض الزّكوٰة الّا ليطيب ما بقى من اموالكم، وانما فرض المواريث، وذكر كلمةً — لتكون لمن بعدكم قال فكبّر عمر۔ ثمّ قال الا اخبرك بخير ما يكنز المرأ، المرأةُ الصالحة اذا نظر اليها سرّته واذا امرها اطاعته واذا غاب عنها حفظته۔ (رواہ ابوداؤد)

آج کی محفل میں جس حدیث پاک کا ترجمہ و تشریح پیش خدمت ہے۔ یہ حدیث کی مشہور کتاب سنن ابی داؤد کی مشہور حدیث ہے۔

حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب سورہ توبہ کی یہ آیت نازل ہوئی والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ جو لوگ سونا چاندی یعنی مال و دولت بطور ذخیرے کے جمع کرتے ہیں اور اس کو خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے تو اے پیغمبر! آپ ان کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجئے۔ یہ عذاب انہیں اس دن ہوگا جس دن کہ ان کی جمع کردہ دولت کو دوزخ کی آگ میں تپایا جائیگا۔ پھر اس سے ان کے ماتھے، ان کے پہلو اور ان کی پیٹھیں داغی جائینگی اور ان سے کہا جائے گا یہ ہے تمہاری وہ دولت جس کو تم نے اپنے لئے جوڑا تھا۔ اور ذخیرہ کیا تھا پس اب مزا چکھو تم اپنی دولت اندوزی کا۔

تو جب یہ آیت نازل ہوئی جس میں مال و دولت جمع کرنے والوں کے لئے آخرت کے سخت دردناک عذاب کی وعید ہے تو صحابہؓ پر اس کا بہت بوجھ پڑا اور وہ بڑی فکر میں پڑ گئے کیونکہ تھوڑا بہت مال و دولت تو صحابہ کرامؓ کے پاس ضرور ہی تھا۔ اور بعض صحابہ کرام بہت مالدار بھی تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تمہاری اس فکر اور پریشانی کو دور کرنے کی کوشش کروں گا۔ چنانچہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و اصحابہ وسلم کے پاس گئے اور عرض کیا کہ "حضرت! آپؐ کے اصحاب پر اس آیت کا بڑا بوجھ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و اصحابہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ پاک نے زکوٰۃ تو اسی لئے فرض کی ہے کہ اس کی ادائیگی کے بعد جو مال باقی رہ جائے وہ پاک ہو جائے۔ اور

اس طرح میراث کا قانون بھی اللہ نے اس لئے مقرر کیا ہے کہ وہ تقسیم ہو کر تمہارے پسماندگان کے لئے سہارا ہو۔ حضرت عمرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و اصحابہ وسلم کا یہ جواب سن کر نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ اللہ اکبر۔ اس کے بعد رسول اللہ

صلی اللہ تعالےٰ علیہ و اصحابہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے فرمایا۔ میں تم کو وہ بہترین دولت بتاؤں جو اس کی مستحق ہے کہ اس کو حاصل کیا جائے اور قدر کے ساتھ رکھا جائے وہ نیک خصلت اور صالح زندگی والی رفیقۂ حیات ہے جس کو آدمی دیکھے تو روح اور دل خوش ہو اور اس سے کسی کام کو کہے تو وہ اطاعت کرے اور اس کو انجام دے اور جب شوہر کہیں باہر جائے تو اس کی عدم موجودگی میں اس کے گھربار اور اس کی ہر امانت کی حفاظت کرے۔

یہ تو حدیث پاک کا ترجمہ تھا اس حدیث پاک سے ایک بات یہ معلوم ہوئی کہ مال و دولت بذات خود کوئی حرام و نجس چیز نہیں۔ شرط صرف اتنی ہے کہ جائز طریقے سے حاصل کی جائے۔ اس کا شرعی حق یعنی زکوٰۃ ادا کی جائے اور پھر حلال جگہوں پر ہی اسے خرچ کیا جائے۔ اگر ایسا کیا جائے تو مال زحمت نہیں بلکہ خدا کی رحمت ہے۔

دوسری بات جو اس حدیث سے معلوم ہوتی ہے وہ اسلام کا حکیمانہ نظامِ تقسیم دولت ہے — اسلام نے ایک طرف تو زکوٰۃ ہر مسلمان پر فرض کر دی بلکہ حکومت کو یہ اختیار دیا کہ وہ لوگوں سے زکوٰۃ وصول کرے اور مستحقین پر خرچ کرے اس کے ہوتے ہوئے مال و دولت اور سونا چاندی کو اپنے پاس روکے رکھنے کا سوال پیدا نہیں ہوتا کیونکہ ہر سال ڈھائی فیصد زکوٰۃ اس میں سے منہا ہوتی رہے گی۔

دوسری طرف اگر کچھ مال و دولت جائز طریقے سے جمع بھی کر لیا جائے۔ تو مرنے کے بعد وہ وارثوں میں تقسیم ہو جاتا ہے جن کے حصّے اسلام نے خود مقرر کر دئے ہیں۔ اس کا قدرتی نتیجہ یہ ہے کہ مال ایک ہاتھ میں جمع نہیں ہو پاتا۔ پورے اسلامی معاشرہ میں اس کی گردش ہوتی رہتی ہے۔

تیسری اہم بات جس کی طرف اس حدیث پاک میں اشارہ ہے وہ یہ ہے کہ مال و دولت بذاتِ خود کوئی مقصود نہیں۔ اصل چیز راحت و اطمینان اور دل کا وہ چین و سکون ہے جو مال و دولت سے نہیں اسلامی قدروں کے کمال کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ کے سوال کے جواب میں جو مال و دولت جمع کرنے سے متعلق تھا آپ نے واضح فرمایا کہ اصل چیز گھر کا سکون ہے۔ جس کا ایک اہم ذریعہ نیک خصلت بیوی ہے جسے دیکھے تو

(باقی ص ۲۵ پر)

ایک ضروری اطلاع

ایک لاوارث بزرگ کا

صوفی عبدالغفور صاحب المعروف سندھی بابا جن کا شناختی کارڈ نوابشاہ کا بنا ہوا ہے اور جو ایک طویل عرصہ سے تبلیغی جماعت میں مسلسل وقت لگا رہے تھے اب عرصہ تین ماہ سے جامع مسجد صدیقیہ کوٹ عبدالمالک میں مقیم تھے۔ ۳۰ ستمبر اور یکم اکتوبر کی درمیانی شب بخار سے وہیں انتقال کر گئے۔ جن کی تجہیز و تکفین کا وہیں انتظام کیا گیا۔

مرحوم بڑے مخلص، صاحب درد اور متحرک انسان تھے، زندگی کا طویل عرصہ دینی جد و جہد میں گذارا۔ ان کے بقول یہاں ان کا کوئی عزیز و رشتہ دار نہ تھا۔

یہ چند سطور دعاء مغفرت کی غرض سے پیش ہیں۔ نیز یہ کہ اگر کسی جگہ ان کا کوئی عزیز ہو تو اسے اطلاع ہو جائے۔

(مولوی) محمد صابر (سابق خادم حضرت اقدس لاہوریؒ) جامع مسجد صدیقیہ کوٹ عبدالمالک ضلع شیخوپورہ)

شیخ بُرہان الدّین غریب رحمۃ اللہ علیہ

انہوں نے لڑکپن ہی میں یہ عہد کر لیا تھا کہ تمام عُمر ذکرِ الٰہی میں مشغول رہیں گے

محمد اِسحاق بھٹی

شیخ نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں اور عقیدتمندوں کی فہرست بہت وسیع ہے۔ اس میں شیخ برہان الدینؒ کا اسم گرامی خاص طور پر قابلِ ذکر ہے۔ ہندوستان کے یہ مشہور بزرگ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے تھے۔ ان کا خاندان شہر ہانسی میں آباد تھا۔ ولادت ۶۵۴ھ میں ہوئی۔ والد کا اسم گرامی شیخ محمد محمود تھا۔

شیخ برہان الدینؒ کا خاندان تدین و تقویٰ، زہد و عبادت اور مذہبیت و روحانیت کے اعتبار سے منفرد و ممتاز تھا۔ ان کے والدِ محترم شیخ محمد محمود ذاتی نیکی اور دینداری کی وجہ سے بڑی شہرت کے حامل تھے اور سب لوگوں میں مقبول و محبوب تھے جس مجلس میں تشریف فرما ہوتے لوگوں کی آنکھیں ان کی طرف اُٹھ جاتیں اور حاضرین مجلس ان کی باتیں ذوق و شوق سے سُنتے شیخ برہان الدین اپنے والد بزرگوار کی اس عام مقبولیت اور ہمہ گیر محبوبیت کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ وہ روزانہ قبرستان میں جاتے اور سو بار فاتحہ پڑھتے جس کی بنا پر ان کا دل بدرجۂ غائت نرم پڑ گیا تھا اور اللہ سے براہِ راست تعلق پیدا ہو گیا تھا۔

شیخ برہان الدینؒ صرف تصوّف اور للّٰہیت کی وجہ سے معروف نہ تھے بلکہ بہت بڑے عالم بھی تھے اور تفسیر و حدیث، فقہ و معانی اور ادب و منطق میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ نیکی و عبادت میں تو اس درجہ بڑھے ہوئے تھے کہ چھ سال کی عمر میں ہی اس میدان میں اُتر پڑے تھے اور تنہائی میں بیٹھ کر کلمۂ طیبہ کے ذکر پر مداومت و مواظبت کرنے لگے تھے تیرہ سال کی عُمر کو پہنچے تو دل میں عہد کر لیا کہ نکاح نہیں کریں گے اور تمام عمر ذکرِ الٰہی میں مشغول رہیں گے۔ چنانچہ اس عہد پر قائم رہے اور ساری زندگی تجرد میں بسر کی۔ کچھ دن کیمیاگری کا شوق بھی دامن گیر رہا لیکن حضرت شیخ نظام الدین اولیاءؒ کے حلقۂ بیعت میں داخل ہونے کے بعد ان کی صحبت حاصل ہوئی تو یہ شوق دل سے نکل گیا۔ اور اپنے آپ کو فقط عبادت کے لئے وقف کر دیا۔

ابتداء میں خاندان کے دیگر لوگوں کے ساتھ ہانسی میں قیام تھا لیکن دہلی میں حضرت شیخ نظام الدین اولیاءؒ کا چشمۂ ہدایت جاری تھا اور پورا ہندوستان اس سے سیراب ہو رہا تھا۔ شیخ برہان الدینؒ اس سے الگ کیوں رہتے؟ انہیں حضرت شیخ کی روحانی کشش ہانسی سے دہلی لے آئی۔ وہاں ایک مسجد میں قیام پذیر ہوئے اور چندہی روز میں مرجع خلائق بن گئے۔ مسجد میں ہر آن لوگوں کا ہجوم رہتا مگر خود ایک غریب الوطن اور اجنبی کی طرح زندگی بسر کرتے۔ اسی بنا پر "غریب" کہلائے۔

قیامِ دہلی کے زمانے میں شیخ نظام الدین اولیاءؒ کے دستِ حق پرست پر شرفِ بیعت حاصل کیا اور وہ اس طرح کہ ایک رات خواب میں دیکھا کہ ایک گہرے گڑھے میں گر پڑے ہیں اور اس سے باہر نکلنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن نکل نہیں سکتے۔ پریشانی کے عالم میں گڑھے میں کھڑے ہیں۔ اسنتے میں کیا دیکھتے ہیں کہ اُدھر سے شیخ نظام الدین اولیاءؒ تشریف لے آئے ہیں اور اپنا ہاتھ ان کی طرف بڑھاتے ہیں۔ وہ ہاتھ پکڑتے ہیں اور گڑھے سے باہر نکل آتے ہیں۔ اس خواب کے بعد صبح ہوتے ہی حضرت شیخ کی خانقاہ میں تشریف لے گئے۔ ان کے خادمِ خاص اقبال سے ملے اور اپنی آمد کی

اطلاع دی۔ خادم نے اندر جاکر شیخ سے عرض کیا۔ "برہان الدین غریب آئے ہیں"۔ فرمایا "اب تو لوگ ان سے پوری طرح واقف ہو گئے ہیں۔ کیا اب بھی وہ غریب (یعنی اجنبی ہیں)" اس واقعہ کے بعد تو ان کی شہرت ہی غریب کے لقب سے ہو گئی شیخ نظام الدین اولیاء نے خاص شفقت سے حجرہ خاص میں بلایا۔ باقاعدہ حلقۂ ارادت میں داخل کیا اور اس درجہ مہربانی فرمائی کہ لنگر خانہ کی نظامت و نگرانی ان کے سپرد کر دی۔ دیگر مریدوں کے علاوہ امیر خسرو بھی ان کے مرید تھے اور چند روز میں شیخ برہان الدین غریبؒ اور امیر خسروؒ کے درمیان گہرے روابط پیدا ہو گئے۔

سیرالاولیاء کی روایت کے مطابق درگاہ میں شیخ برہان الدینؒ کا درجہ اتنا بلند تھا کہ شیخ نصیر الدین محمود ایسے بزرگِ گرامی قدر بھی اودھ سے دہلی تشریف لائے تو شیخ ہی کے ساتھ قیام فرماتے بعض اوقات ان سے درس تصوف بھی لیتے اور گردن نیچی کر کے ان کے حضور بیٹھتے۔

اسی زمانے میں ایک عجیب واقعہ پیش آیا اور شیخ برہان الدین غریبؒ کو مرشد کے عتاب نظر کی صبر آزما اور کٹھن منزل سے گذرنا پڑا۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ بزرگانِ دین اور اولیائے کرام چھوٹی چھوٹی باتوں کا بھی خیال رکھتے تھے اور اپنے مریدوں اور عقیدتمندوں کی معمولی لغزشوں کو غیر معمولی قرار دیتے تھے تاکہ دل میں کبر و نخوت کے جراثیم پرورش نہ پانے لگیں۔ اور لوگوں کے ذہن میں ان کے خلاف غلط جذبات نہ اُبھریں۔

بات یہ ہے کہ شیخ برہان الدین غریبؒ ایک تو جسمانی لحاظ سے کمزور تھے۔ دوسرے بڑھاپے اور کبر سنی کو پہنچ گئے تھے جس کی وجہ سے گھٹنوں میں درد رہنے لگا تھا۔ اور اس تکلیف کی بنا پر بیٹھتے وقت کمبل کی دو تہیں کر کے نیچے رکھ لیتے تھے۔ اس سے گھٹنوں کی تکلیف سے قدرے افاقہ رہتا اور آرام سے بیٹھ جاتے۔ درحقیقت بیٹھنے کا یہ طریقہ مشائخ اور اساتذہ کے لئے مخصوص تھا۔ علی زنبلی اور ملک نصرت کا جو سلطان علاؤ الدین خلجی کے قریبی رشتہ دار تھے۔ شیخ کے ہاں آنا جانا تھا انہوں نے حضرت نظام الدین اولیاءؒ کی خدمت میں شیخ برہان الدین غریبؒ کے اس اندازِ نشست کا ذکر کیا اور کہا کہ وہ مشائخ کی طرح باقاعدہ سجادہ بچھا کر بیٹھتے ہیں۔

حضرت شیخ نظام الدین نے یہ بات سُنی تو دل میں خفگی کا اظہار فرمایا۔ بعد ازاں شیخ برہان الدین خانقاہ میں حاضر ہوئے تو ان سے خطاب نہ فرمایا اور عنانِ توجہ ان کی طرف مبذول نہ کی۔ جب وہ جماعت خانہ میں آئے تو اپنے خادمِ خاص اقبال سے کہا کہ برہان الدین سے جا کر کہو کہ

وہ اپنے مرشد کا بڑا احترام کرتے تھے،

وہ جماعت خانہ میں نہ بیٹھیں۔ شیخ نے مرشد کا یہ پیغام سُنا تو سخت پریشان اور مضطرب ہوئے۔ اُٹھ کر چلے گئے اور گھر پہنچ کر حزن و ملال کے عالم میں اندر جاکر بیٹھ گئے۔ دن رات روتے رہتے۔ کسی کے ساتھ کوئی بات نہ کرتے لوگ ان کو دیکھنے اور ملنے آتے تو وہ بھی اس حالت آہ وزاری میں دیکھ کر بے ساختہ رونے لگتے۔ امیر خسرو کو واقعہ کا علم ہُوا تو آئے لیکن شیخ کو روتے اور بے ہوش دیکھ کر برداشت نہ کر سکے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اُٹھ کر چلے گئے اور گردن میں دستار لٹکا کر سیدھے حضرت نظام الدین اولیاء کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے خسرو کو اس حالت میں دیکھا تو حیران ہو کر پوچھا۔

"ترک کیا بات ہے؟ تم اس حالت میں کیسے آئے؟"

عرض کیا "مولانا برہان الدین کی طرف سے معافی مانگنے آیا ہوں"۔

متبسم ہو کر فرمایا "اس کی طرف سے تم آئے ہو؟"

عرض کیا "جی ہاں، میں آیا ہوں۔ مجھ سے ان کی حالت دیکھی نہیں جاتی۔ وہ نہایت پریشان ہیں اور شدید آزمائش و ابتلاء کے عالم میں ہیں ایک ایک گھڑی نہایت مشکل سے گذرتی ہے"۔

فرمایا "تو وہ خود کہاں ہیں؟"

کہا "یوں تو گھر پر ہیں لیکن واقعہ یہ ہے کہ کہیں بھی نہیں ہیں"۔

اتنے میں برہان الدین غریب بھی حاضر ہو گئے۔ دیکھا تو انہوں نے بھی گلے میں دستار لٹکا رکھی اور سر جھکائے جوتیوں میں کھڑے ہیں۔ مرشد نے وفاشعار

مرید کو اس حال میں دیکھا تو آنکھیں آنسوؤں سے تر ہو گئیں۔ خطا معاف کر دی اور تجدید بیعت سے مشرف فرمایا۔ اس کے بعد مرشد کے نزدیک اس باکمال مرید کا مرتبہ اتنا بلند ہوا کہ کئی بار مختلف مجلسوں میں ان کی نیکی اور زہد و عبادت کا بہترین الفاظ و انداز میں ذکر کیا۔ اس کا اندازہ ان واقعات سے کیجئے۔

ایک مرتبہ شیخ نظام الدین کی مجلس میں کچھ نیک لوگ بیٹھے تھے ایک بزرگ نے حضرت بایزید بسطامی کے تقویٰ و تدین کا ذکر کیا تو فرمایا۔

"ہم بھی اپنے پاس ایک بایزید رکھتے ہیں"۔

کسی نے پوچھا۔ "کہاں ہیں؟"

فرمایا "جماعت خانہ میں"۔

آپ کے خادم اقبال بھاگے بھاگے جماعت خانہ میں گئے اور جا کر دیکھا تو اس وقت وہاں شیخ برہان الدین غریب تشریف فرما تھے گویا شیخ نظام الدین اولیاء کے نزدیک اپنے مرید شیخ برہان الدین غریب کا درجہ حضرت بایزید بسطامی کے برابر تھا۔

ایک دفعہ فرمایا۔ "برہان الدین غریب فرزند شائستہ ہیں"۔

ایک موقعہ پر فرمایا۔ "جو شخص مولانا برہان الدین کی صحبت میں رہنا پسند کرے گا وہ صاحب حشمت و وقار ہو گا"۔

شیخ برہان الدین کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا۔ "وہ بلند اخلاق، اللہ کی مختلف نعمتوں کا مرقع اور علم لدنی کا مجموعہ ہیں"۔

مرشد کی محبت و عقیدت کا جذبہ مرید کے دل میں بھی پوری طرح کارفرما تھا۔ اس کا اندازہ اس سے کیجئے کہ مرشد کی وفات کے بعد کبھی غیاث پور کی طرف پشت نہیں کی جہاں ان کا مرقدِ مقدس ہے اور یہ عقیدت و احترام کا وہ نمونہ ہے جو کبھی دیکھنے اور سُننے میں نہیں آیا۔

شیخ برہان الدین غریبؒ کے ایک بھائی شیخ منتخب الدین تھے یہ بھی شیخ نظام الدین اولیاءؒ کے مرید اور خلیفہ تھے شیخ نظام الدین اولیاء نے اسلام کی تبلیغ و ترویج اور مسلمانوں کے رشد و ہدایت کی غرض سے ان کو دکن روانہ کیا تھا۔ شاہ دکن سے ان کی وفات کی اطلاع آئی تو مرشد نے ان کے بھائی شیخ برہان الدین غریب کو وہاں جانے کا حکم دیا اور فرمایا "دکن کے نواح میں جا کر اسلام کی نشر و اشاعت کا فریضہ انجام دو"۔ لیکن آپ مرشد سے علیحدہ ہونا نہیں چاہتے تھے۔ اس لئے عرض کیا:

"دہلی سے نکل کر اور دکن جا کر حضور کی جُوتیوں سے دُور ہو جاؤں گا"۔

فرمایا "جوتیاں ساتھ ہی لے جاؤ"۔

پھر عرض کیا "مجلس سے دُور ہو جاؤں گا"۔

فرمایا "اس وقت مجلس میں جتنے لوگ بیٹھے ہیں، ان کو بھی ساتھ لے جاؤ"۔

کہتے ہیں اس وقت مجلس میں سات سو مرید بیٹھے تھے۔ جن میں اکثر چوٹی کے عالم و فاضل بھی تھے۔ سب مرشد کے حکم سے دولت آباد روانہ ہو گئے۔ یوں سمجھئے کہ جذبۂ روحانیت سے لبریز سات سو سپاہیوں کی یہ پہلی فوج تھی جو شیخ نظام الدین اولیاء کے حکم سے دکن میں وارد ہوئی۔ اور جس نے دولت آباد میں روحانیت کی چھاؤنی ڈالی ـــــ ان سپاہیوں کو رخصت کرتے وقت مرشد نے کچھ نصیحتیں بھی کیں، جن میں دو یہ تھیں۔

۱۔ جمعہ کی نماز ترک نہ کرنا ـــ اور

۲۔ ماں کی خوشی ہر کام پر مقدم رکھنے کو اللہ کی رحمت سمجھنا۔ شیخ برہان الدین غریبؒ نے اٹھائیس یا انتیس سال دولت آباد میں قیام فرمایا اور وہیں انتقال کیا۔ اس اثنا میں اپنے پاکیزہ عادات و اطوار، عمدہ ترین معاملات و عبادات اور بلند اخلاق و کردار کی بنا پر اس نواح کے تمام باشندوں اور وہاں کے سلاطین و امراء کے دلوں پر فرماں روائی کرتے رہے۔

یہ سفر نہایت مبارک ثابت ہوا اور اس میں آپ کی اور آپ کے ساتھیوں کی تبلیغی مساعی سے بے شمار غیر مسلم نعمت اسلام سے بہرہ ور ہوئے اور بہت سے عمالِ حکومت اور وزراء و سلاطین نیکی، دینداری اور اتباع حق کے جذبہ سے سرشار ہوئے۔ ایک ایک ساتھی کی کوشش سے ہزاروں آدمی یا تو مسلمان ہوئے یا شرفِ بیعت سے بہرہ یاب ہوئے۔

اس سفرِ تبلیغ کے دوران میں ایک مسافر آپ کی خدمت میں آیا اور عرض گذار ہوا کہ میں دو چیزوں کے لئے آپ کے پاس آیا ہوں۔ ایک دین حاصل کرنے

کے لئے کیونکہ آپ دینی پیشوا، اونچے درجے کے ولی اللہ اور صاحبِ کشف، کرامت بزرگ ہیں۔ دوسرے دنیا حاصل کرنے کی غرض سے، کیونکہ بہت سے سلاطین و امراء آپ کے زیر فرمان اور اطاعت گذار ہیں۔

شیخ نے فرمایا" خدا تم کو دونوں چیزیں دے گا۔ وہ اس طرح کہ خدا کو تم حاصل کر لو، یہ چیزیں خود بخود حاصل ہو جائیں گی"۔

مولانا وجیہہ الدین یوسف ایک مشہور بزرگ تھے۔ وہ شیخ برہان الدین غریبؒ

درخت پر غور کرو وہ خود دھوپ میں کھڑا رہتا ہے اور دوسروں کو سایہ پہنچاتا ہے

کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا میں جس قدر اپنے عیوب دُور کرنے کی سعی کرتا ہوں، اسیقدر زیادہ عیوب نظر آتے ہیں۔ فرمایا یہ انسانِ کامل کی علامت ہے۔ انسان جب کمال کو پہنچتا ہے تو اس کی نظر اپنے عیوب پر زیادہ پڑتی ہے"۔ ایک موقعہ پر مریدوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا" دنیا سایہ کے مانند ہے۔ جب انسان سایہ کی طرف رُخ کرتا ہے تو وہ آگے آگے چلتا ہے اور جب پیٹھ پھیرتا ہے تو پیچھے پیچھے چلتا ہے"۔ ایک دفعہ فرمایا" مجھے مشرق سے مغرب تک تمام عالم ایسا معلوم ہوتا ہے، جیسے ہتھیلی پر مرغی کا انڈا"۔

دل کی ماہیت و کیفیت پر گفتگو کرتے ہوئے ایک مرتبہ فرمایا" انسان کا دل ہمیشہ دُنیا کی خواہش سے پُر ہوتا ہے۔ لیکن جب اس میں اللہ کی محبت بھر دی جاتی ہے تو خواہش نفسانی اور تمنائے دنیا دُور ہو جاتی ہے اور اس کی جگہ اللہ کی محبت بھر جاتی ہے"۔

دوسروں کو آرام پہنچاتے اور راحت رسانی کے لئے کوشاں رہنے کی "تلقین کرتے ہوئے ایک دفعہ مریدوں سے فرمایا" درخت پر غور کرو وہ خود دھوپ میں کھڑا رہتا ہے اور دوسروں کو سایہ پہنچاتا ہے۔ لکڑی خود جلتی ہے اور دوسروں کے لئے آرام کا سامان فراہم کرتی ہے۔ اسیطرح انسان کا فرض ہے کہ خود تکلیف اٹھائے اور دوسروں کے لئے آرام و سکون کی فضا پیدا کرے"۔

عیب جوئی کے سلسلے میں گفتگو کرتے ہوئے ایک موقع پر عقیدت مندوں سے کہا" کوئی تمہارا عیب ظاہر کرے تو اس پر اظہار خفگی نہ کرو بلکہ یہ دیکھو کہ تم میں یہ عیب پایا جاتا ہے یا نہیں۔ اگر پایا جاتا ہے تو اس سے باز آؤ۔ اور عیب جوئی کرنے والے کا شکریہ ادا کرو۔ اور اگر تم میں یہ عیب نہیں ہے تو اللہ سے دُعا کرو کہ وہ عیب جُو کو عیب جوئی سے بچائے اور تمہیں بدکلامی سے محفوظ رکھے"۔

بخل اور سخاوت کے باب میں کہا "سخی وہ ہے جو مہمان کو اچھا سمجھتا ہے اور بخیل وہ ہے جو دولت کو مہمان رکھتا ہے"۔ مہمان نوازی کی تعلیم دیتے ہوئے مریدوں سے کہا" تمہارے ہاں مہمان آئے تو اسے دو قسم کا گرم پانی پیش کرنا چاہیئے۔ ایک گرم پانی ہاتھ منہ دھونے کے لئے اور دوسرا گرم شوربا کھانے کے لئے"۔

شیخ کے اس طرح کے بے شمار اقوال مختلف کتابوں میں منقول ہیں جو لوگوں میں بہت مشہور تھے وہ فصیح و بلیغ، شیریں کلام اور عُمدہ بیان تھے اور نہایت پُرتاثیر زبان و انداز کے مالک تھے۔ ان کے مریدین و معتقدین کا حلقہ بہت وسیع تھا۔ ان میں علماء و فضلا، صوفیا و اتقیا، ادباء و خطباء اور سلاطین و وزراء کی بہت بڑی تعداد شامل تھی بے شمار لوگوں نے ان کے مریدوں کی تبلیغ و صحبت سے شراب نوشی، مے فروشی، رہزنی، ڈاکہ زنی اور افعال قبیحہ کو ترک کیا اور زہد و عبادت کی راہوں پر گامزن ہوئے۔ ان کے مریدوں کا حلقۂ عقیدت بھی بڑا پھیلا ہوا تھا۔ اس میں سلطان فیروز شاہ تغلق، سلطان محمد شاہ بہمنی اور دیگر بہت سے رؤسائے دولت اور سلاطین وقت شامل ہیں۔

شیخ برہان الدین غریب کے اصحاب عقیدت کی طویل فہرست میں جن متعدد امراء و سلاطین کے نام ملتے ہیں۔ ان میں نصیر الدین فاروقی کا نام قابلِ ذکر ہے اس میں دریائے تاپتی کے کنارے شیخ کے نام پر شہر "برہان پور" آباد کیا اور یہ شہر آج تک اسی نام سے موسوم ہے۔

روضۃ الاولیاء میں مرقوم ہے کہ ہندوستان کے ایک بادشاہ نے شیخ سے درخواست کی کہ اس کے لئے اللہ تعالٰے سے دُعا فرمائیں کہ وہ اسے فرزند عطا فرمائے۔ فرمایا" ایک نہیں، چار فرزند عطا ہوں گے۔ مگر چاروں اس کے کام کے نہ ہوں گے"۔ چنانچہ ایسا ہی ہوُا۔ اس کے چار بیٹے ہوئے۔ جن کے نام خواجہ خیر الدینؒ، خواجہ قبول، خواجہ عبد الرحمٰن اور خواجہ جلال ہیں۔ لیکن یہ چاروں "تا دمِ حیات حضرت شیخ کی خدمت میں رہے شیخ ان کے بارے میں فرماتے یہ میرے غلام بھی ہیں اور فرزند بھی! سلطان محمد تغلق بھی شیخ برہان الدین غریب کا مرید تھا۔ آپ سے از حد عقیدت رکھتا تھا۔ ایک روز دولت آباد کی جامع مسجد قطبی میں سلطان نے جمعہ کی نماز پڑھی اور نماز کے بعد شیخ سے ملاقات کی غرض سے روانہ ہوا۔ لیکن شیخ کو اپنے مرشد حضرت نظام الدین اولیاءؒ کی طرح ملوک و وزراء کی ملاقات پسند نہ تھی۔ اپنی قیام گاہ کی طرف شاہی سواری کی آمد کی خبر سُنی تو اللہ سے دُعا کی کہ بادشاہ سے ملاقات نہ ہو۔ خدا معلوم سلطان کے دل میں کیا بات آئی، وہ راستے سے ہی واپس چلا گیا۔

ایک دفعہ سلطان محمد تغلق نے ملک نائب باربک کے ہاتھ سونے کے تین ہزار ٹنکے شیخ کی خدمت میں بھیجے۔ آپ نے یہ رقم لینے سے انکار کر دیا اور فرمایا مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ ملک نائب باربک رقم لے کر واپس گیا تو سلطان نے یہ کہہ کر پھر بھیجا کہ یہ رقم خادموں میں تقسیم فرما دی جائے شیخ نے رقم لے لی۔ اس وقت آپ کے پاس بیس ٹنکے پہلے سے موجود تھے آپ نے وہ بھی ان میں ملائے اور تمام رقم فقراو مستحقین میں تقسیم کر دی۔

لباس نہایت سادہ تھا۔ عمامہ، کرتہ، تہبند اور عبا زیب تن فرماتے۔ وفات کے وقت ذاتی ملک میں کوئی چیز نہ تھی جو کچھ ہوتا راہ خدا میں دے دیتے ایک مصلّے پر چھ سال نماز پڑھی کبھی اس پر سو جاتے اور کبھی اسی کو اوڑھ لیتے۔

وفات سے قبل تین دن شدید بیمار رہے لیکن اس دَور میں بھی عبادت و ریاضت اور رشد و ہدایت کا سلسلہ بدستور جاری رہا۔ علاج معالجہ کے قائل نہ تھے۔ فرماتے:

طبیبے ذکر حبیبے

یعنی میرا طبیب میرے دوست (اللہ) کی یاد ہے۔ بیماری کے ایام میں کبھی رویا بھی کرتے لیکن مریدوں سے فرماتے میں بیماری کی تکلیف کی وجہ سے نہیں رونا۔ بلکہ اس لئے روتا ہُوں کہ خدا کی یاد سے کوئی لمحہ خالی کیوں رہتا ہے زندگی کے آخری دنوں میں مریدوں نے دہلی لے جانے کا ارادہ کیا۔ لیکن جس مقام پر قبر مبارک ہے، اس کی طرف اشارہ کرکے فرمایا" میں اس مقام سے کہیں نہیں جاؤں گا"۔

مرض الموت کے دنوں میں ایک دن مریدوں کو بلایا اور کچھ نصیحتیں اور وصیتیں کیں اور ہر ایک کو اپنے ہاتھ سے کچھ کپڑے دئے۔ وفات کے دن اپنے مرشد حضرت شیخ نظام الدین اولیاء کی تسبیح منگوائی۔ اس کو سامنے رکھا اور دستار گردن میں ڈال کر کہا۔

"مسلمان ہُوں امت رسولؐ ہُوں شیخ کا مرید ہوں۔ نیک نہ تھا۔ نیک زندگی بھی بسر نہیں کی۔ اپنا انصاف خود کرتا ہُوں۔ اور طالب رحمت خدا ہُوں"۔

پھر مرشد کی تسبیح سے تجدید بیعت کی اور زار زار رونے لگے چاشت کا وقت ہوا تو خادم سے کہا۔

"باورچی خانہ میں دوستوں کو لے جاؤ اور انہیں کھانا کھلاؤ دیکھنا وہاں کوئی چیز باقی نہ رہے"۔

یارانِ طریقت کھانا کھانے لگے تو مرشد کا خرقہ اور تبرکات لانے کو کہا اور اسی وقت روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ نفائس الانفاس کی روایت کے مطابق تاریخ وفات ۷۳۸ھ ہے اور مرقدِ مقدس خلد آباد میں ہے کل ۸۴ برس عمر پائی اور ساری زندگی اللہ کی راہ میں وقف کر دی۔

صفحہ ۲۰ سے آگے

دل خوش ہو اسے کسی کام کو کہے تو وہ اطاعت کرے اور جب یہ باہر جائے تو وہ پسِ پشت اپنی عزت و آبرو، گھر بار اور شوہر کی چیزوں کی حفاظت کرے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اسلامی اقتدار بحال کرنے کی توفیق کامل عطا فرمائے۔ آمین!

واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

دمہ

س : میرے والد محترم عرصہ دس سال سے دمہ کے مریض ہیں ۔ مرض کے حملہ کے وقت سانس اکھڑ جاتا ہے ، گرد و غبار سے تکلیف بڑھ جاتی ہے ۔ بہت علاج کرائے افاقہ نہیں ہوا ۔ براہ کرم کوئی مجرب علاج تجویز کریں ۔

حافظ محمد اسلم

پنڈدادنخاں ـــــ جہلم

ج : صبح سویرے ایک کپ گرم پانی میں ایک چمچہ شہد خالص ملا کر پلائیں ۔ صبح و شام شربت زوفا ۲/۱ تولہ پلائیں ۔ سینے پر بکری کے گردے کی چربی اور روغن میں دیسی موم ملا کر مالش کریں ۔ کھانے کے بعد معجون فلاسفہ ۴/۳ ماشہ کھلائیں ۔

درد و نفخ شکم

س : مجھے پیٹ میں درد ہوتا ہے ۔ درد کے دوران پیٹ پھول جاتا ہے ۔ غالباً گیس کے سبب یہ درد ہوتا ہے ۔ براہِ کرم کوئی مفید علاج تجویز کریں ۔

(برادر شہزادہ خاں ، ٹیکسلا)

ج : آپ صبح دوپہر شام جوارش زرعونی اور جوارش کمونی ۴/۳ ماشہ کھائیں انشاء اللہ صحت ہو گی ۔

قبض ۔ درد سر

س : مجھے قبض کی شکایت اکثر رہتی ہے اور سر میں اکثر درد رہتا ہے بہت علاج کرائے ۔ فائدہ نہیں ہوا ۔ کوئی مفید علاج بتائیں ۔

(مجیب احمد شیخ ، سمرسٹہ ضلع بہاولپور)

ج ۔ آپ کے درد سر کا سبب ہی قبض ہے ۔ قبض کے لئے حب تنقیہ منگوا لیں ۔ روزانہ ایک گولی رات سوتے وقت دودھ کی پیالی کے ساتھ کھایا کریں ۔ نیز صبح و شام کھانے کے بعد ایک تولہ سونف کھایا کریں ۔

کان کی خشکی اور خارش

س : بندہ کو عرصہ دراز سے کانوں میں خشکی اور خارش محسوس ہوتی ہے کوئی آسان علاج بتائیں ۔

عبدالحمید وارڈ ۱۱

جلال پور پیر والا ضلع ملتان

ج : مولی کا پانی ہموزن روغن کنجد میں ملا کر ہلکی آنچ پر رکھیں ۔ جب پانی خشک ہو جائے تیل کو کسی شیشی میں محفوظ رکھیں روزانہ رات سوتے وقت اس تیل کے نیم گرم قطرے کان میں ڈالیں ۔ متواتر عمل سے انشاء اللہ خشکی اور خارش دور ہوں گے ۔ نیز روغن بادام اور روغن کدو بھی نیم گرم کان میں ڈالا کریں ۔

اختلاج قلب

س : میری عمر بیس برس ہے دل دماغ اور جسمانی طور پر کمزور ہوں ۔ مجھے اختلاج قلب کی شکایت ہے براہ کرم کوئی نسخہ تجویز کریں ۔

سیف الرحمٰن

واپڈا کالونی ، پیر غائب ضلع ملتان

ج : آپ سفوف فرحت ۳ ماشہ دن میں تین مرتبہ شربت صندل کے ساتھ کھائیں انشاء اللہ صحت ہو گی ۔

از: ملک ماہر کرنالی، گوجرانوالہ

ہم غیر کی چوکھٹ پہ جھکے ہیں نہ جھکیں گے

اب حق و صداقت کی یہاں دھاک بٹھا دیں
باطل کا یہ ہر روز کا جھگڑا ہی چکا دیں

اٹھو! کہ بہت دیر سے ہو خواب گراں میں
دوڑو! کہ جہاں والوں کو کچھ کر کے دکھا دیں

حق بات پہ ڈٹ جانا تو شیوہ ہے ہمارا
ہر ظلم کی تلوار سے ہم جان لڑا دیں

اسلام کے رستے میں بنے جو بھی رکاوٹ
اسلام کے رستے کی وہ دیوار گرا دیں

ہم حق کے پرستار ہیں، للکار سے اپنی
باطل کے سب ایوانِ فلک بوس ہلا دیں

سب اہلِ جہاں، گوش بر آواز ہیں جس کے
پھر اُٹھ کے وہی نعرۂ مستانہ لگا دیں

ہم غیر کی چوکھٹ پہ جھکے ہیں نہ جھکیں گے
یہ نکتۂ توحید، زمانے کو بتا دیں

حق تلفی کی جرأت ہو کسی کو، نہ کسی کی
پھر عدل و مساوات کی وہ دھوم مچا دیں

یہ پاک وطن جنّتِ ارضی ہے، یہاں کے
ہر گوشے کو گہوارۂ آرام بنا دیں

اب ہو گی نہ انسان پہ انساں کی خدائی
سلطانیٔ جمہور کا پیغام سنا دیں

جو برق بنے، خرمنِ بیداد پہ ماہرؔ
اُس شعلۂ جاں سوز کو ہم اور ہوا دیں

ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور

روز افزوں مہنگائی کے سبب

ہدیے میں صرف ۵۰ پیسے کا اضافہ !!

ہدیہ فی پرچہ دو روپے

سالانہ	-/۱۰۰ روپے	ششماہی	-/۵۰ روپے
سہ ماہی	-/۲۵ روپے	ماہانہ	-/۱۰ روپے

- جو حضرات یکم اکتوبر سے پہلے سالانہ خریدار بن جائیں گے ان کے لئے -/۳۵ روپے کا حضرت شیخ الحدیث نمبر مفت ہو گا۔
- پرانے سالانہ خریدار حضرات بلا استثنیٰ ۲۵ / اکتوبر تک -/۳۵ روپے مزید ارسال فرمائیں اور اپنی خریداری کو باقاعدہ کروا کر اس رعایت سے فائدہ اٹھائیں۔

کے لئے جن حضرات نے رقوم ارسال کیں تھیں، ان کو سیرت پر اشاعت خاص بھجوائی جا چکی ہے۔ جن حضرات کو ابھی تک سیرت پاک پر اشاعت خاص نہ ملی ہو وہ جلد دفتر سے رابطہ قائم فرمائیں۔ مکاتیب نمبر سنسر اٹھنے کے بعد شائع کیا جائے گا۔

(ناظم)